

سرکاری رپورٹ (مباحثات)

چودھوال بجٹ اجلاس

# بلوچستان صوبائی اسمبلی

اجلاس منعقدہ 25 جون 2019ء بروز منگل بہ طبق 21 شوال 1440 ہجری۔

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
1	تلادت قرآن پاک اور ترجمہ۔	03
2	رخصت کی درخواستیں۔	04
3	میزانیہ بابت مالی سال 2019-20 پر بحثیت مجموعی عام بحث۔	04

## ایوان کے عہدیدار

اپیکر-----میر عبدالقدوس بننجو

ڈپٹی اپیکر-----سردار بابر خان موسیٰ خیل

## ایوان کے افسران

سیکرٹری اسمبلی-----جناب شمس الدین

ایڈیشنل سیکرٹری (قانون سازی)-----جناب عبد الرحمن

چیف رپورٹر-----جناب احمد شاہواني



## بلوچستان صوبائی اسمبلی

مورخہ 25 جون 2019ء بروز منگل بہ طابق 21 شوال 1440 ہجری، بوقت شام 05:00 جکر 15 منٹ پر زیر صدارت سردار بابر خان موسیٰ خیل، ڈپٹی اسپیکر، بلوچستان صوبائی اسمبلی ہاں کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: السلام علیکم! کارروائی کا آغاز باقاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔  
تلاوت قرآن پاک و ترجمہ۔

از

حافظ محمد شعیب آخوندزادہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُوْنُوا قَوْمِينَ لِلَّهِ شُهَدَاءَ بِالْقِسْطِ ۝ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ عَلَىٰ أَلَا  
تَعْدِلُوْا ۝ إِعْدِلُوْا قَفْ هُوَ أَقْرَبُ لِلتَّقْوَىٰ ۝ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۝ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝  
وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّلِحَاتِ ۝ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ عَظِيمٌ ۝

﴿ پارہ نمبر ۲ سورۃ المائدہ آیات نمبر ۸ اور ۹ ﴾

ترجمہ: اے ایمان والو! کھڑے ہو جایا کرو اللہ کے واسطے گواہی دینے کو، انصاف کی اور کسی قوم کی دشمنی کے باعث انصاف کو ہرگز نہ چھوڑ، عدل کرو یہی بات زیادہ نزدیک ہے تقویٰ سے اور ڈرتے رہو اللہ سے، اللہ کو خوب خبر ہے جو تم کرتے ہو۔ وعدہ کیا اللہ نے ایمان والوں سے جو نیک عمل کرتے ہیں کہ ان کے واسطے بخشش اور بڑا ثواب ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جزاک اللہ۔ سیکرٹری اسمبلی رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

جناب شمس الدین (سیکرٹری اسمبلی): ملک نصیر احمد شاہ ولی صاحب نے کوئی سے باہر ہونے کی بنا آج تا اختتام اجلاس رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: جناب انتر حسین لانگو صاحب نے نجی مصروفیات کی بنا آج کی نشست سے رخصت کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: جناب دبیش کمار صاحب نے نجی مصروفیات کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: جناب ٹائیس جون سن صاحب نے نجی مصروفیات کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: محترمہ ڈاکٹر بابہ خان صاحب نے ناسازی طبیعت کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔ شکریہ۔

میزانیہ بابت مالی سال 2019-2020ء پر بحثیت مجموعی عام بحث۔ جی سید احسان شاہ صاحب۔

**سید احسان شاہ:** أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَنِ الرَّجِيمِ۔ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ۔ سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالَى جَدُّكَ وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ۔ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى الِّ  
سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ تَسْلِيمًا كَثِيرًا كَثِيرًا۔ شکریہ جناب اسپیکر۔ میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے  
کچھ کہنے کا موقع عنایت فرمایا۔ جناب اسپیکر! اس ایوان میں گز شدتہ دو روز سے میزانیہ 20-2019ء بحث  
کا سلسلہ جاری ہے۔ اور اس سلسلہ میں اپوزیشن اور حکومتی بیچوں دونوں نے اپنا اظہار خیال کیا ہے۔ کئی دوستوں  
نے مناسب تجاویز دی ہیں۔ میں کوشش کروں گا کہ repetition to the point بات کروں۔ جناب والا! مجموعی طور پر ہمارا ملک پاکستان جس معاشی ابتوں کا شکار ہے۔ اور یہ ابتوں شاید اپنے

آخری حدود کو چھورہا ہے۔ ملک کے داخلی قرضے جو اس حکومت نے مختلف کمرشل بینکوں سے borrowings کی ہیں۔ اسی طرح سے ملک کے خارجی قرضے جو کہ ڈالر گرنے کی وجہ سے، بڑھنے کی وجہ سے روپے کی قدر کم ہونے کی وجہ سے ہزاروں کی تعداد میں اربوں کی شکل میں بڑھ گئے ہیں۔ جناب والا! ان مشکل حالات میں صوبائی بجٹ جس انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ میں جام صاحب کو اور اپنے عزیز ظہور بلیدی جو فناں منظر ہیں۔ اس جو اس سال وزیر کمبار کیا دپیش کرتا ہوں کہ ملک کی مجموعی صورتحال کو دیکھ کر اس کے باوجود انہوں نے کوشش کی ہے کہ ایک متوازن بجٹ پیش کیا جائے۔ جس میں عوام پر کم سے کم بوجھ ڈال کر اور جو عوام کے حقیقی مسائل میں انکو ایڈر لیں کیا جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان مشکل حالات میں اس سے بہتر بجٹ نہیں ہو سکتا تھا۔ لہذا میں وزیر اعلیٰ اور وزیر خزانہ کو مبارکباد اور اُنکی ٹیم کو۔ میں خاص طور پر یہاں ان دونوں حضرات کے بعد جناب نور الحلق کو اور علی جان جعفر صاحب کو اور فناں کے تمام آفسیر ان کو اور پی ایئنڈ ڈی نے جس جانفشاں سے P.S.D.P کا اجراء کیا اور یہ میرے خیال میں جو میں اتنے حکومتوں میں شامل رہا ہوں۔ یہ واحد پی ایں ڈی پی تھا کہ جس کی وجہ سے تھوڑا اسما اجلاس لیٹ ہوا۔ مطلب اتنا thoroughly اُس کو دیکھا گیا۔ یقیناً عبد الرحمن بزدار صاحب اپنے تمام ٹیم کے ساتھ قابل تعریف ہے۔ جناب والا! اس میں ہمارا فناں منظر صاحب نے اپنے بجٹ speech میں مختلف dimension کا ذکر کیا۔ مختلف شعبہ جات زندگی سے تعلق رکھنے والے تمام چیزوں کا احاطہ کیا۔ تو جناب والا! جہاں پر انہوں نے انسانی وسائل کی بات کی ہے کہ اس اگلے مالی سال میں یعنی 2019-20ء میں کوئی پانچ ہزار چار سو پینتالیس vacancies کی گنجائش ہے۔ اور اس کے ساتھ پچھلے جو vacant posts ہیں۔ یہ سارا ملا کر کوئی پچیس ہزار سے زیادہ vacancies بنتی ہے۔ یہ بڑی اچھی بات ہے۔ جس سے بلوچستان کے تمام نوجوانوں کو ایک اُنکی ایک ڈھارس بندھے گی۔ اُنکو ایک امید ہو گی کہ اُنکی ڈگریاں کو انکے پاس ہے۔ وہ شاید اس قابل ہوں کہ انکو وزگار کے موقع فراہم کیتے جائیں۔ اور انکو وزگار ملیں۔ لیکن جناب والا! میں یہاں پر یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ جور دا یقین طور پر جس طرح کی کمیٹیاں بنتی ہیں۔ اس حکومت نے کوشش تو کی ہے کہ recruitment committees ڈسٹرکٹ لیوں پر، division level پر بنائیں گے کوئی وہ جواہ اس سفارش، پلچر، اسکو کرنے کی کوشش تو کی ہے۔ لیکن میرا بھی بھی خیال ہے کہ اس پر بہت کام کرنے کی ضرورت ہے۔ اور جو موجودہ کوٹھہ سسٹم ہے۔ وہ ہمارے صوبے کے لحاظ سے۔ جو صوبے کے معروضی حالات ہیں۔ اُس میں میرا نہیں خیال کہ یہ اُس پر عملدرآمد ہو پائیگا۔ عملدرآمد تو ہو گا۔ لیکن اُسکے صحیح بتائیج نہیں آئیں گے۔ اُس کی جناب میں ایک مثال

دوں۔ بارہ گریڈ کا ایک پوسٹ ہے اگر کسی آفس میں کلرک کا۔ وہ کوٹے میں آتا ہے مکران کے۔ مکران سے اگر کوئی بندہ select ہو کر صیر آباد کیلئے یا جعل مگسی کیلئے یا ثبوت کیلئے۔ تو جناب میر انہیں خیال کرو۔ مکران سے وہاں بارہ گریڈ کی پوسٹ کیلئے جائیگا۔ اسی طرح سے اگر ان کے علاقوں میں۔ کسی اور ڈویژن میں پوسٹ دی گئی۔ تو وہ بھی جانا بڑا مشکل ہو گا یہ۔ نتیجہ یہ ہو گا کہ اُس وقت تو یہ پوشین fill کیجا کیں گی۔ بعد میں وہ ڈیوٹی پر حاضر نہیں ہونگے۔ جو ہاں پر ایک سسٹم ہے کہ آپ ڈیوٹی سے غیر حاضر ہیں۔ اور ایک مخصوص آفس کو یا جو DDO ہے۔ DDO کے ساتھ مل کر تختواہ ڈرا کرتے رہیں۔ میر اخیال ہے کہ ہم انکو خود یہ موقع دے رہے ہیں۔ تو میری نظر میں حکومت اس چیز کو دیکھے۔ خاص طور پر میں فناں منسٹر کو اور کابینہ کے دوستوں کو یہ گزارش کرو گا کہ یہ recruitment پا لیسی کوٹہ کے تحت جو ہے جس کی یہ قباحتیں جو میری نظر میں ہے۔ انکو ذرا یہ دیکھ لیں۔ اور اگر ہو سکیں تو دو سال یا تین سال کیلئے اسکو suspend کر کے پرانے recruitment کا طریقہ کار تھا۔ اسکو اگر انہیا جائے تو لوگوں کو زیادہ سہولت ہو گی۔ جناب والا! تعلیم کے شعبے میں، بجٹ میں خاطر خواہ پیسہ رکھا گیا ہے۔ میں یہ پرائزمری ایجوکیشن کی بات کر رہا ہوں۔ جناب والا! کلسرٹ سسٹم ایک جہاں پر انہوں نے بہت سارے اقدامات کیے ہیں۔ کلسرٹ سسٹم متعارف کیا گیا ہے ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ میں۔ پچھلے روں مالی سال میں اُس کیلئے شاید اڑتا لیس کروڑ روپے تھے۔ اور اگلے مالی سال میں اُس کیلئے ایک ارب نوے کروڑ روپے کے لگ بھگ رکھے گئے ہیں۔ لیکن جناب والا! میں عرض کروں کہ یہ کسی زمانے میں۔ ابھی تو شاید ہمارے communication system نے اپنے محلے پر کمزوری رکھا ہے۔ کسی زمانے میں بی اینڈ آر میں اے ون روڈ اور اے ون بلڈنگ کے جو پیسے ہوتے تھے۔ وہ ہر کسی کو پتہ تھا کہ یہ پیسے کہاں جاتے ہیں۔ اور یہ صرف فراؤ کیلئے ہوتے تھے۔ معدالت کے ساتھ۔ تو آج کل جو کلسرٹ والا سسٹم ہے ایجوکیشن میں۔ یہ میں اور جگہوں کی بات، مثال نہیں دے سکتا۔ لیکن اپنے ڈسٹرکٹ کچ کی مثال دے سکتا ہوں کہ پچھلی گورنمنٹ میں وہاں پر انتہائی ایک جو نیز آفیسر کو اس پوسٹ پر تعینات کیا گیا۔ اور اس کو چارج دیکر لگایا گیا۔ اور cluster کی مدد میں جتنے بھی پیسے آئے۔ سسٹم بڑا، بہترین سسٹم ہے۔ لیکن مانیٹر نگ نہ ہونے کی وجہ سے cluster کے توسط سے جتنے پیسے آئے وہ سب پیسے ضائع ہو گئے۔ ہمارے سابق ایڈوائیز روف رند صاحب بیٹھے ہوئے ہیں آپکے right side پر۔ انکے حلقے میں۔ لا لارشید کے حلقے میں ایک انکا آبائی گاؤں ہے میر محمد علی رند صاحب کا "زر بینو" وہ اسکوں کب سے بند ہے؟ لیکن کلسرٹ کے پیسے جب آتے تھے تو موجودہ، چودہ لاکھ روپے اس اسکول کے نام پر نکالے جاتے تھے۔ اور اس آفیسر ان کی آپ کراچی میں

آپ جا کر بیٹھے اور فلیپین دیکھ لیں۔ تو میری گزارش ہوگی وزیر خزانہ سے اور خاص کروز ریلیم سے۔ کلسٹر کی مدد میں جو اتنی بڑی amount رکھی گئی ہے 1.89 billion روپے۔ اسکو اگر صحیح معنوں میں خرچ کیا گیا۔ تو یقین کریں کہ بلوچستان کا کوئی اسکول facilities سے محروم نہیں رہے گا۔ کسی اسکول کو شکایت نہیں ہوگی۔ تمام بچوں کو انکا جائز حق ملے گا۔ بشرط کہ یہ صحیح خرچ ہو۔ جناب والا! ہمارا بیوکیشن کے حوالے سے تمام صوبوں نے اپنے جب سے 18th amendment آئی ہے۔ اور یہ devolve ہو کر صوبوں کے پاس آگیا ہے۔ سب نے اپنی قانون سازی کی ہے۔ بلوچستان میں بھی پچھلے دنوں وزیر اعلیٰ صاحب سے بات ہوئی تو وہ بھی شاید انشاء اللہ تعالیٰ جلد قانون سازی کر کے اپنے صوبے کو بھی اس میدان میں باقی صوبوں کے برابر لے آئیں گے۔ اور یہ بڑی خوش آئند بات ہے کہ موجودہ مالی سال میں پانچ سو پچاس ملین روپے ہمارا بیوکیشن کی مدد میں رکھے گئے ہیں۔ لیکن اگلے مالی سال میں 1.5 billion روپے رکھے گئے ہیں۔ یہ بہت بڑی ہے جو کہ اگر ہم percentage میں دیکھیں تو کم از کم دوسو فیصد اضافہ ہے موجودہ سال کے حوالے سے اگلے سال۔ لیکن جناب والا! میں یہاں پر ایک گزارش کرنا چاہوں گا جو میرا حلقة تھی ہے۔ وہاں پر گزشتہ حکومت میں جب نواب اسلام خان رئیسانی کی حکومت تھی۔ اللہ کی مہربانی سے نواب صاحب کی کوششوں سے ہم مکران والوں کو ایک یونیورسٹی مل گیا ترتبت یونیورسٹی کے نام سے۔ ڈاکٹر بدل خان صاحب، جو پی ایچ ڈی ڈاکٹر ہیں اُسی علاقے سے تعلق رکھتے ہیں، آج کل اٹلی میں ہیں۔ اور وہاں پر وہ اپنی کسی یونیورسٹی سے وابستہ ہیں۔ ڈاکٹر بدل خان صاحب کی اس میں بہت کاوشیں ہیں۔ میں بہر حال ان دونوں کے ساتھ مدد کرتا رہا۔ نواب صاحب کے اور ڈاکٹر بدل خان کے۔ لیکن جناب والا! جب ترتبت یونیورسٹی عمل میں آیا تو ہمارا یہ خیال تھا کہ یہاں پہلی یونیورسٹی میں سے ایک ہوگا۔ یہ پاکستان کے دس، دس نہیں تو کم از کم بیس یونیورسٹیز میں سے ایک یونیورسٹی ہوگا۔ اور اس کی کو اٹھی اتنی بہتر ہوگی۔ لیکن اُس وقت کے گورنمنٹ نے جو وی سی اپاٹنٹ کیا۔ یقیناً انہوں نے اپنی دانست کے مطابق اچھا appoint V.C کیا۔ اُن سے اور کوئی شکایت نہیں ہے۔ لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ یہ یونیورسٹی جناب والا! اس وقت پروجیکٹ کی شکل میں ہے۔ وہ نان ڈولپمنٹ میں ٹرانسفر نہیں ہوا۔ اور اُس میں پروجیکٹ کے تحت اُس کو پیسے مل رہے ہیں فیڈرل گورنمنٹ سے۔ صوبائی گورنمنٹ نے بھی دیے ہو نگے۔ لیکن جناب والا پر جو بھرتوں کا عالم ہے۔ وہاں پر جو اسٹینڈرڈ ہے اکیڈمک صاحب کا۔ وہ انتہائی افسوسناک ہے۔ میں صرف ایک مثال دینا چاہوں گا کہ E.H.C نے پورے پاکستان کیلئے ایک پیانہ رکھا ہے۔ کرائیٹری یا رکھا ہے کہ جس candidate کے کیریئر میں دو تھرڈ ڈوپین ہو۔ تو اُس کو

اکیڈمک سائینٹ کے یونیورسٹی کے نہیں لیا جائیگا۔ لیکن وہاں پر ایک ایسی خاتون ہے۔ جس کے تین تھرڈ ڈویژن ہیں۔ اُسکے باوجود وہ appoint ہوئی۔ اور آج کل وہ کسی ڈپارٹمنٹ کا head ہے۔ تو یہ میں نے ایک مثال دی۔ ایسے کئی مثالیں دی جاسکتی ہیں تو میری گزارش ہے وزیر علی صاحب سے کہ وہ مہربانی فرمائے، جو ہم نے کوششیں کی تھی اور الحمد للہ، ہم اُس میں یونیورسٹی قائم کرنے میں کامیاب ہو گئے لیکن اُس کی موجودہ صورت حال دیکھیں دل کو رونا آتا ہے جناب۔ تو جناب والا معدنیات ایک ایسا شعبہ ہے جو کہ پاکستان کے اگرچاروں صوبوں میں سب سے زیادہ اُس کی اہمیت بلوجستان کی ہے۔ اور بلوجستان کو اپنے معدنیات کی وجہ سے ایک بڑا امیر صوبہ مانا جانا جاتا ہے۔ اور جناب والا! افسوس کی بات یہ ہے کہ پہلے ہم بھی حکومتوں میں شامل رہے بشمول ہمارے اور جو اُس وقت کے زمہ دار شاید انہوں نے اس طرف، جو ہمارے قوانین ہیں، انگریز کے جو mineral laws ہیں وہ ابھی تک نافذ اعمال ہیں بلوجستان میں لیکن موجودہ وزیر علی نے الحمد للہ ان پر نظر ثانی کی ہے۔ اور میرے علم میں ہے کہ بعض بہت جلد وہ انشاء اللہ اسمبلی کے فلور پر منع قوانین متعارف کرائیں گے بلوجستان کے لئے جو کہ بلوجستان کے لوگوں کی اس میں فلاح و بہبود ہو۔ لیکن جناب والا میں بہاں پر ایک تجویز رکھنا چاہوں گا۔ دیکھیں ایگری کلچر کے حوالے سے چونکہ ملک کی معاشریت ایگری کلچر base ہے۔ تو اُس شعبے کیلئے تو ایک بہت بڑا مالیاتی ادارہ قائم کیا گیا۔ جوزرعی شعبے میں کسانوں زمینداروں کی معالی معاونت کرنے کیلئے پورا ادارہ قائم ہے۔ تو اسی طرح سے جناب والا ہمیں جو favour گاوہ معدنیات کے حوالے سے۔ اگر کوئی ایسا ادارہ قائم کیا جائے، جو کہ اُس کا کام صرف مائنگ کے سیکٹر میں investment ہو، جس طرح agriculture ہبینک ہے۔ اسی طرح سے اگر مائنگ سیکٹر میں کوئی ایسا مالیاتی ادارہ قائم کیا جائے جس سے بلوجستان کے معدنیات کے شعبے میں تعلق رکھنے والے لوگ اُن کو زیادہ مالی معاونت حاصل ہو گا۔ اور وہ بہتر کارکردگی دیکھا سکے گے۔ جناب والا! اس وقت صورت حال یہ ہے کہ اگر آپ مائنگ کو لیز پر جا کے collectorial کے طور پر بینک میں رکھنا چاہیے تو بینک کو accept نہیں ہے۔ اگر کوئی mine owner ہے وہ کہتا ہے کہ مجھے investment کیلئے loan چاہیے تو اُس کیلئے ضروری ہے کہ وہ شہری اپنے کوئی جائز ادارے کے بینک کے پاس collectoral کے طور اُس کے بعد اُس کو loan کا اجراء ہوتا ہے۔ تو میری یہ تجویز ہو گی کہ معدنیات کے شعبے کیلئے ایک مالیاتی ادارہ قائم کیا جائے جناب والا۔ جناب آپاٹی کا شعبہ بہت اہم شعبہ ہے، فیڈرل گورنمنٹ نے بڑی مشکل کے بعد 100 ڈیم کا ایک منصوبہ منظور کیا تھا بلوجستان کیلئے جس پر کام جاری ہے، جس کا الگ سے پی ڈی بھی شاید appoint ہے۔ لیکن میں سمجھتا ہوں جناب والا! کہ یہ

بلوچستان کیلئے ناکافی ہے۔ بلوچستان میں بارش کا بہت سارا پانی سمندر میں جا کے ضائع ہو رہا ہے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ جو بارانی agriculture ہے۔ جو بارانی زمینداری ہے اُس میں بھی کوئی خاطر خواہ اضافہ نہیں ہو رہا ہے۔ جبکہ کسی زمانے میں یہاں بارشیں جب وقت پر ہوتی تھی تو بارانی زمینداری بہت اچھے پیانے پر ہوتی تھی اور لوگ اُس سے کافی خوشحال تھے۔ تو جناب والا میری یہ تجویز ہو گی۔ ڈیلے ایکشن ڈیم اور سٹور تج ڈیم کیلئے اگر ہم کوئی جس طرح یہ 100 ڈیم کا منصوبہ ہے کوئی ایسا منصوبہ بنانے کے فیڈرل گورنمنٹ کے پاس لیجائے جس سے ہمارے پانی ضائع ہونے سے بچ سکے۔ اور خاص طور پر میں اپنے ڈسٹرکٹ کچ کا اگر ذکر کرنا چاہو تو جناب والا! میرانی ڈیم ایک سٹور تج ڈیم ہے جس سے کہ agriculture کو تو فائدہ ہو رہا ہے لیکن اُس سے اوپر واٹر ٹیبل بہت تیزی سے جارہا ہے۔ تو یہاں پر ہمارے صوبائی وزیر خزانہ صاحب کا حلقة ہے وہاں پر ایک ڈیم بنانے کی گنجائش ہے اور بڑے پیمانے پر وہ ڈیم ہو گا جو کہ sources یہی ہے جو دو شاخ نکل کے یہ میرانی ڈیم کو جا کے سٹور تج کیلئے پانی دیتے ہیں اُن میں سے ایک کے اوپر اگر ڈیلے ایکشن ڈیم بنایا جائے جو کہ ظہور صاحب کے علم میں بھی ہے شاید اُس نے کوشش بھی کی ہے، تو میں ریکارڈ کیلئے اسمبلی کے فلور پر لانا چاہتا ہوں کہ اگر ظہور صاحب کے اس پروجیکٹ کو بر وقت کمکل کیا جائے تو ہمارا علاقہ زیریز میں واٹر ٹیبل نیچے جانے سے بچ سکتا ہے جناب۔ اور انڈسٹریز کے حوالے سے سی پیک کے تحت جوانہ ڈسٹری اسٹیٹ بننے جارہے ہیں۔ مجھے تو جناب والا! ایک خواب ہی لگتا ہے اُسکی وجہ یہ ہے کہ انڈسٹری بیچلی اور بغیر پانی کے بغیر سیکورٹی بغیر لاءِ اینڈ آرڈر کو مکمل کئے بغیر کیسے ممکن ہے۔ تو جناب والا اس وقت جو صورت حال ہے جہاں پر سی پیک کا گڑھ ہے، ہی سی پیک کے ہڑیں جہاں پر ہیں وہ نیشنل گرڈ سے لنک ہی نہیں ہے۔ میں جناب والا! میں مکران گریڈ کی بات کر رہا ہوں۔ ہماری بجلی ایران سے آتی ہے۔ اس وقت 70 میگاوات بجلی کی فراہمی جاری ہے ایران سے۔ لیکن اگر انڈسٹری لگتا ہے تو وہ جناب والا! 70 میگاوات شاید ایک انڈسٹری اسٹیٹ کیلئے بھی ناکافی ہو۔ جس پیانے کے بنا ناچار ہے ہیں سی پیک کے حوالے سے توجہ تک یہ سارے بندوبست نہیں کئے جائیں گے تو میرا نہیں خیال ہے کہ یہ خواب شرمندہ تعییر ہو۔ اور جناب میں اپنے حلقة کی گزارش کرو کہ پچھلی گورنمنٹ نے ایک ہزار ایکروٹ تھنچ کیا گیا تھا ایم ایڈ کے ساتھ انڈسٹریل زون کیلئے۔ لیکن اُس پر کام نہیں ہو رہا اور میں جب حلقة میں جاتا ہوں کہ آئے دن میں دیکھتا رہتا ہوں کہ اُس پر encroachment ہو رہی ہے۔ ایک دن میں نے سیکرٹری انڈسٹریز کو بھی گزارش کی اور اس ایوان میں سیکرٹری منٹر صاحب تو موجود نہیں ہے۔ لیکن بہر حال اگر اس کو protect نہیں کیا گیا جناب! تو یقیناً encroach ہو گا اور بعد میں لوگوں کو ہٹانا بڑا مشکل ہو جائیگا جناب۔ جناب والا! ایک اعلان

جو بجٹ پیش کرنے کے دوران کیا گیا۔ وہ میرانی ڈیم کے متأثرین کو معاوضہ دینا ہے۔ جو کہ میرے لئے بہت ہی باعث سرت دخوشی ہے کہ یہ وہ علاقہ ہے جو ان حلقہ بندیوں سے قبل موجود ہوئی ہے وہ میرے حلقہ انتخاب میں آتا تھا۔ اب اکبر آسکانی صاحب کے حلقہ انتخاب میں آتے ہیں۔ جناب والا یہ بڑی خوش آئند بات ہے وہ غریب کب سے در بذر کبھی یہاں کبھی وہاں، کبھی جو نسٹر آتا تھا، چیف منستر آتا تھا وہ جا کے وہاں پر عرض گزار ہوتے تھے کہ جی ہمارے معاوضے عطا کی جائے۔ لیکن میں یہاں پر ایک گزارش کرنا چاہوں گا۔ ایک معاوضہ کا دور گزر چکا ہے کہ تقریباً دو ارب روپے معاوضہ دیا جا چکا ہے لیکن اُس میں اُس کمیٹی کا چیزیں میں تھا، جس میں ڈاکٹر مالک صاحب میرے نمبر تھے، واپڈا والے باقی دوست تھے۔ بہت ہی مشکلوں کے بعد فیڈرل گورنمنٹ کو ہم نے راضی کیا۔ کچھ فیڈرل گورنمنٹ نے پیسے دیئے اور کچھ صوبائی حکومت نے پیسے دیئے۔ بعد میں جب گورنمنٹ تبدیل ہوئی تو ایک فیصلہ کیا گیا کہ پیسے ان تمام جتنا بھی اُس میں cast ہے اُس کے 20% کٹ لگایا جائے۔ تو جناب 20% کٹ لگایا گیا تمام متأثرین کے amount پر۔ ایک کمیٹی بنائی گئی لیکن اُس کا نتیجہ یہ لکلا کہ جس کے 50 لاکھ تھے اُس کے ڈیڑھ کروڑ ہو گئے، جس غریب کے ایک کروڑ تھے اُس کے پچاس لاکھ ہو گئے۔ یہ میں ہوائی باتیں نہیں کر رہا میں یہاں پر بھی ایک مثال دینا چاہوں گا ایک وہاں پر متأثرین ہیں دو شنبے اُس کا نام ہے، دو شنبے نے مسقط کی اپنی تمام کمائی اُس زمین پر لگایا۔ اور اُس کی زمین میں نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ اُسکی 80 لاکھ روپے تھے۔ جب دوبارہ سروے کیا گیا تو سیاسی بنیادوں پر اُس کے پیسے کٹ کر چالیس لاکھ روپے کئے گئے اور وہاں پر جن کو نقصان نہیں ہوا اُن کے نام بھی شامل کئے گئے اور ایسے لوگوں کو پیسے ملے جن کا جب flood آیا تھا 174 فٹ کے اوپر جب ڈیم سے overflow ہونے کا خدشہ تھا پھر بھی وہ زمینیں پانی کے نیچنہیں آئی۔ اُن زمینوں کو بھی اُس وقت معاوضہ دیا گیا۔ تو میری گزارش ہو گئی کہ اس اچھے عمل کو ہم ایسے بروئے کار لائیں جس سے ہمارے دنیا بھی سنور جائے اور آخرت بھی سنور جائے۔ ایسے نہ ہو کہ کسی اور دو شنبے کی شکل میں کچھ اور دو شنبے پیدا کریں اس کے حوالے سے۔ اور میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا وزیر اعلیٰ صاحب سے اور میں نے ایکشن کے دوران بھی وعدہ کیا تھا اور ابھی بھی میں اس فلور پر عرض کر رہا ہوں کہ ایک جو ڈیشل کمیشن قائم کیا جائے اس کے لئے۔ اس کی ایک جو ڈیشل انکوائری کیجائے۔ تاکہ کسی کو شکایت نہ ہو۔ کوئی نہ کہیں اُس نے اپنے مرضی کا آفس رکا دیئے، انکوائری بہرحال اس کی ہونی چاہیے جو ڈیشل کمیشن کے through تاکہ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو سکے۔ تاکہ دیکھے جاسکے کہ اُس۔ وہ جو پیانہ تھا عدل کا وہ جو پیانہ عدل و انصاف کا اُس نے کتنے دو شنبے پیدا کئے جناب والا!

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** تھوڑا محضر کریں۔ دوسرے ارکین کو موقع دے دیں بات کرنے کا۔

**سید احسان شاہ:** جی جناب اسپیکر! کوشش کروں گا۔ جناب والی! تربت پسندی روڈ کے حوالے سے گزارش کروں کہ یہ بہت اہمیت کا حامل روڈ ہے۔ جس میں من سے لے کے شاہ رگ تک، ڈسٹرکٹ کیچ کی زیادہ تر آبادی اسی دریا کیچ اور نہر کے آس پاس رہتی ہے تو ان کو کراچی جانے کیلئے اگر یہ روڈ مکمل ہو جائے تو 130 کلومیٹر فاصلہ کم ہو گا۔ کم از کم ڈیڑھ گھنٹہ ان کا نام نپچ گا۔ تو یہ کوشش میں ہے مجھے ظہور صاحب سے معلوم ہوا کہ یہ کوشش میں ہے اور میں نے بھی ایک دو جگہ گزارش کی ہے۔ کوشش کرتے ہیں کہ ڈال دیا جائے جناب والا! ماہی گیری کے تحت جو ماسٹر پلان کے حوالے سے 150 میلین روپے گئے 150 میلین روپے کے گئے ہیں میرے خیال میں یہ ناکافی ہے چونکہ جب CDAB کا میں انچارچ منسٹر تھا تو ہم جس کے پاس جاتے تھے loan یا grant کیلئے Asian Development Bank کے پاس یا World Bank کے پاس تو انکا پہلا سوال یہ ہوتا تھا کہ آپ Master Plan لے آئیں تو اس کے بعد ہم سے بات کریں۔ جناب والا! اب میں کوئی کا اطراف پر آتا ہوں۔ کوئی شہر تو جیسے حکومت کے وسائل ہیں کیونکہ کوئی ہم سب کا گھر ہے یہاں تو کسی نہ کسی حوالے سے تھوڑی بہت کم ہوئی ہے لیکن گزشتہ دنوں جناب والی! میں پارٹی کے کسی دوست کے ہھائی کا انتقال ہو گیا تھا میں وہاں فاتحہ پر گیا اُس کے بعد پارٹی کے دوستوں نے کوئی پروگرام رکھا تھا جب میں ان سے ملا تو جناب والی! وہ حقیقت معلوم ہوئی کہ میں ہیران رہے گیا کہ کوئی کا اطراف میں جناب والا! دوسکولز ہیں ایک کلی رسالدار میں اور ایک کلی شاہ نواز میں یہ پچھلے 30 سال سے پرانمی سکولز ہیں، پانچ سال نہیں، دس سال نہیں پچھلے تین سال سے یہ پرانمی اسکول انکو upgrade نہیں کیا گیا اور اُس پورے علاقے میں، اُس پورے علاقے میں کوئی ہائی سکول نہیں ہے، بڑیوں کے لیے کوئی اسکول نہیں ہے۔ تو یہ زیرے صاحب کا حلقة ہو زیرے صاحب موجود نہیں ہے تو میں منسٹر صاحب کے علم میں لانا چاہتا ہوں مہربانی کر کے اس دفعہ زرا ان دو اسکول کو دیکھ لیجے گا تو پچھلے 30 سال سے upgrade نہیں ہوئے اور صفائی کا بھی وہاں ناقص انتظام تھا جناب والا۔ اور جناب والا! بجٹ کے حوالے سے بھی گزارش کروں میں نواب اسلام صاحب کی توجہ زرا چاہوں گا۔ نواب صاحب کی حکومت میں جب NFC Award ہوا تو arrears کے مد میں، اُس وقت بہت سارے دوست اُس حکومت میں شامل تھے۔ NFC Award کی مد میں NFC Award میں جناب 140 ارب ملنے تھے ہمیں وہ 140 ارب روپے آئے اور یہ فیصلہ کیا گیا کہ یہ Capital Investment پر خرچ ہونگے لیکن آج تک اُن کا معلوم نہیں ہوا کہ وہ پسی کہاں گئے اُس کا آخری قطعاً ثابت اس سال مل رہا ہے۔ آخری

قطع ہوگا اس کے بعد وہ GDS کے جو arrear ہے اُنکا آنابند ہو جائے گا 140 ارب روپے complete ہو جائیں گے۔ لیکن یہ 140 ارب روپے کئے کہاں؟۔ اس کے لئے میں گزارش کروں گا وزیر خزانہ سے کہ وہ اپنے بجٹ جو conclude کریں گے تو وہ زرا ایوان کو بتائیں کہ یہ کہاں خرچ ہوئیں آیا Current Expenditure میں adjust ہو گئے یا کہی اور گئے۔ جناب والی بجٹ کا deficit دیکھ کے ایک دفعہ تو واقعی میں پریشان ہو گیا کہ جو ہمیں اسکیمیں دی گئی ہیں پتہ نہیں وہ finance ہو سکیں گے یا نہیں۔ 42 ارب روپے کا deficit ہے جو میرا خیال ہے کہ 20 فیصد سے زیادہ ہے۔ لیکن جناب والا! جو میں نے Non book کے کیس کو تجھے کچھ حوصلہ ہوا کہ ایسا نہیں ہے یہ Development ہو سکے گا۔ اب والوں نے کہیں padding کی ہے لیکن الحمد للہ اس سے یہ امید ہے کہ یہ بہتر ہو گا۔ مثال کے طور پر جناب والا! جو تجوہاں اور allowances کے مد میں رواں مالی سال میں 141 ارب روپے کئے رکھے گئے ہیں لیکن revise میں جو آیا وہ 128 ارب آیا لیکن حقیقت میں وہ 120 ہے۔ اگلے مالی سال کیلئے جناب 153.3 ارب روپے رکھے گئے ہیں۔ توجہ اس سال 120 ارب روپے میں وہ آ کے وہ بند ہوئے ہیں میرا نہیں خیال کہ وہ اگلے سال وہ 4.5 ارب سے زیادہ ہو گلے۔ تو امید ہے کہ یہاں سے پیسے نچ کے ہمیں development side پر ملیں گے deficit کو پورا کرنے کا موقع ملے گا۔ اسی طرح سے جناب والا! subsidy اور grant کی مد میں 36 ارب روپے رکھے گئے تھے رواں مالی سال میں اور یہ رواں مالی سال میں اس کی جو صحیح تخمینہ ہے وہ بھی 20 ارب روپے ہے۔ اگلے سال کے لئے اُس نے 43.2 فیصد رکھے گئے ہیں۔ میرا نہیں خیال کہ اس میں کوئی بڑا fiscal difference آیا ہو، subsidy اور grant کی مد میں اس لئے کہ اس کا ایک بہت بڑا حصہ تقریباً 9 ارب روپے WAPDA کو subsidy کے طور پر دیا جا رہا ہے جو ہمارے زمیندار Tubewell کی بجائی کے اخراجات صوبائی حکومت اور فیڈرل حکومت برداشت کر رہے ہیں۔ سب سے بڑا grant تو وہاں پر subsidy تو وہاں دی جا رہی ہے اور میرا خیال ہے کہ اس وقت میں شاید Cap کیا گیا ہے۔ 32 ہزار کچھ tubewells ہیں بلوچستان کے اُس کے بعد ان کو cap کیا گیا ہے تاکہ مزید اس میں زیادہ پیسے زیادہ subsidy کی مد میں پیسے نہ جائے تو 9 ارب روپے وہ آئیں اور باقی مل ملا کے کوئی پندرہ، بیس ارب، چلیں بیس ارب لیکن یہ 43.2 billion روپے جو رکھے گئے ہیں اس میں بھی کوئی 20 ارب روپے نچنے کی امید ہے یا کم از کم 15 ارب روپے نچنے کی امید ہے جو اس PSDP کو finance کرنے کے کام آئیں گے۔ جناب والا بھی میں صرف دو منٹ

لوں گا، اپسکر آپ کا۔ جناب والا! ایک بہت اچھا اقدام اٹھائے گیا ہے BRA بنائے کے Balochistan Revenue Authority بہت اچھی بات ہے اس کے اچھے تنخوا کی امید کی جاسکتی ہے۔ یہ بچپن حکومت نے بنایا اور بھی شاید اس کا bill میرے خیال میں جب عارف محمد حسنی صاحب کے پاس ذمہ داری تھی تو انہوں نے پیش کیا۔ لیکن جناب والا! جو اس کی اندر کی حالت ہے وہ قابل تشویش ہے ایک بندہ جو اس کا head appoint کیا گیا ہے۔ اس نے تنخوا ہیں اپنی تنخوا اپنی مرضی سے اس نے اس کا تعین کیا ہے۔ اپنی مرضی سے monthly Higher Authority سے پوچھئے بغیر۔ جناب والا! کوئی پانچ لاکھ روپے fees کی تنخوا ہے۔ اب ایک بندہ جو اس کے نیچے ہے وہ شاید ان کا عزیز ہے یا کچھ بہر حال ہم نہیں جاتے۔ لیکن وہ بھی کوئی تین چار لاکھ روپے لے رہا ہے تنخوا۔ اور اس کے علاوہ غصب دیکھیں جناب والا! اس صاحب نے جو کوئی کلب کی ممبر شپ ملی، جو دو ڈھائی لاکھ روپے بنتے ہیں fees کی وہ بھی سرکاری خزانے سے ادا کیے وہ بھی بلوچستان کے غریب لوگوں کے پیسے سے اپنا ممبر شپ خریدتا ہا اور اپنے ممبر شپ کے fees دتے۔ گذشتہ دونوں جام صاحب نے ایک inquiry conduct کی ہے وہ inquiry کی ہے جناب والا! یہ جو میں نے بتائی کی وہ ایک audit ہوئی ہے اس کے تحت جو وہاں بتایا گیا ہے کہ اس head میں 6.5 Million روپے اس کے خلاف recovery نکلتی ہے کہ اس نے اپنے تنخوا سے زیادہ لیے ہیں تنخوا کی مد میں اسی طرح سے باقی staff کے 4.5 Million روپے ہیں تو ایک کروڑ روپے کے لگ بھگ تو صرف تنخوا ہوں کے مد میں جناب والا! زیادہ لئے گئے ہیں تو ہم کیا امید رکھیں بلوچستانی عوام کیا امید رکھیں یہ BRA جو موجودہ اس کے منتظمین ہیں ان کے ہوتے ہوئے کوئی بہتری آسکتی ہے جناب اور اس سال جو اگلے مالی سال تنخینہ جو دیا گیا ہے ان کو وہ کوئی 6 ارب روپے ہے کہ 6 ارب روپے یہاں سے آئیں گے وہ تو ان کو ایک favour مل گیا کہ BPL کا جو agreement تھا وہ کئی سالوں بعد ختم ہوا بچپن گورنمنٹ نے دوبارہ BRA نے agreement کیا جس کے تحت اس سال 13 ارب روپے ملے اور ان کے نام آگئے کہ جی اور tax collection زیادہ ہوئی ہے۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ اگلے سال نہیں ہونگے یہ 13 ارب روپے اس 13 ارب روپے کی کمی کو BRA نے کہی سے کہی کرنا ہو گا پورا اور نہ پورا نہیں آدھے تک لانا ہو گا، ورنہ یہ 13 ارب روپے سے اگلے سال صوبہ محروم ہو جائے گا لیکن جس طریقہ کا اور کچھ ان پانے گئے BRA میں وزیر اعلیٰ سے گزارش کروں گا اور خاص کروزیری خزانہ سے میری گزارش ہو گی کہ BRA کو thoroughly دیکھیں اسکو بکھیں کہ اس میں کیا کچھ ہو رہا ہے آیا اس میں جو 6 ارب روپے اگلے مالی سال کے لئے ہم نے

اُس کے ہدف مقرر کیئے ہے اور اُس سے آگے جو ہدف دیے جائیں اگر یہی طریقہ رہا تو مشکل سے وہ جناب والا! پورے ہوں۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** شاہ صاحب! مہربانی کریں time کی کمی ہے ہمارے ساتھ۔

**سید احسان شاہ:** جناب والا! بڑی مہربانی۔ جناب والا! بڑی مہربانی میں آپ کا اور اپنے تمام colleagues کا جنہوں نے مجھ تک کے ساتھ سُنا میں سب کا مشکور و منون ہوں اور میں امید رکھوں گا کہ وزیر خزانہ صاحب اور وزیر اعلیٰ صاحب میری گزارشات کو بروئے کارا اور ان کو توجہ دیں گے بڑی مہربانی شکریہ۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** شکریہ شاہ صاحب آپ نے overall بہت اچھی باتیں کی ہیں میرے خیال میں بجٹ کے session میں۔ جی احمد نواز صاحب۔

**میر احمد نواز بلوج:** ہم جناب احسان شاہ صاحب کا شکریہ کرتے ہیں کہ گورنمنٹ میں ہوتے ہوئے سریاب کا محسوس ہوا ایک نمائندہ کو اللہ کرے ہمارے دوسرے نمائندوں کو بھی سریاب کی یاد آئے اور اس کے مضافات میں جائیں کہ سریاب اور گرد و نواح کوئی کمی کے جتنے بھی ہمارے حلقے ہیں آپ ان پر حرم کریں۔ آپ ان کے لئے اسکیمات رکھیں، آج بھی سریاب روڑ 5,6 block گھنٹے ہوا تھا بھل کیلئے، جو WAPDA نے اپنی اجارہ داری یا WAPDA نے اپنی غنڈہ گردی جو شروع کی ہے عوام کو اضافی بل کی مد میں یا انکو voltage ہونے کی وجہ سے آج لوگ اور ہمارے جو عوام روڑوں پر نکلے تھے تو میں آپ کی توسط سے واپڈا کے جو اعلیٰ احکام ہیں ان تک آپ، جو ہمارے علاقوں میں voltage کی کمی ہے اُس کو برابر کرنے کی کیلئے آپ کی order کی ضرورت ہے۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** جی شکریہ۔ نصر اللہ خان زیرے صاحب۔ نصر اللہ خان زیرے کو دے رہا ہوں آپ کا نام یہاں میرے پاس یہاں نہیں ہے سردار صاحب آپ اپنا نام بھجوادیں۔

**جناب نصر اللہ خان زیرے:** Thank you جناب۔ جو ٹائم شاہ صاحب نے لیا وہی ٹائم ہے۔ ٹھیک ہے۔ thank you جناب اسپیکر صاحب! آپ نے مجھے فلور دیا اس اہم موضوع پر کہ آج بجٹ 2019-20ء پر بحث کا آغاز ہے جناب اسپیکر صاحب! یقیناً دنیا بھر میں اور ہر ملک اور صوبے میں بجٹ وہ ایک حکومت کا سالانہ اخراجات اُس کے آمدن کا حساب و کتاب ہوتا ہے اور بدقتی سے اگر آپ ہمارے ملک کی تاریخ آپ اٹھا کر دیکھ لیں تو ایک ایسی تاریخ ہے اور یقیناً حکومتوں کے جب سے آئے بالخصوص آمریت کے دور میں انکی جو معاشری پالیسیاں تھیں انکی سیاسی پالیسیاں تھیں آج یہ ملک جس تباہی اور بر بادی کا سامنا کر رہا ہے

شاید ہم سوچ بھی نہیں سکتے۔ پہلے تو آپ کو پتہ ہے یہ کہ 9 سال تک یہ ملک سر زمین بے آئین رہا 1956ء میں آئین بنا، دو سال کے بعد ملک میں پہلا مارشل لاءِ مسلط ہوا۔ پھر 1958ء سے 1968ء تک ایک آئین Basic Democracy کا اور تاب جا کر کے چار سال کے لیے محض یہاں جمہوریت آئی تو پھر 1977ء میں دوبارہ جزل ضیاء کا وہ تاریک ڈور شروع ہوا۔ اور پھر 1988ء تک یہ سب کچھ رہا اور بعد میں controlled democracy کا اور آج آپ خود دیکھ رہے ہیں کہ درمیان میں جزل مشرف کا دور آیا۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** اذان شروع ہے دومنٹ تشریف رکھیں۔

(خاموشی۔ اذان عصر)

**جناب نصراللہ خان زیرے:** جناب اسپیکر اور پھر اس تمام ڈور میں جو سب سے زیادہ متاثر ہوئے یہاں کے مکوم اقوام پشتون، بلوج، سندھی، سرائیکی، اور ہر لحاظ سے ہمیں وفاق میں اگر آپ تمام بجٹ اٹھا کر دیکھ لیں ہر بجٹ کا جو annual manual ہوتا ہے اُس میں ہمیں شاید ہی اتنا دیا گیا ہو کہ ہم آج تک زندہ ہیں۔ حالیہ بجٹ کا آپ دیکھ لیں جناب اسپیکر! اگر وفاقی بجٹ کی آپ بات کرے تو بڑے چرچے ہوئے، بڑا کہا گیا "کہ تبدیلی لائی جائے گی، عوام کو سہولت دی جائے گی"۔ لیکن آپ نے دیکھا کہ اس so-called عوامی بجٹ میں وہ چیزیں مہنگی ہو گئیں، جو براہ راست عوام سے اُن کا تعلق ہے۔ وہ چیزیں آپ کا پیڑوں مہنگا ہو گیا، یہیں کے بل ہمارے عوام بالکل آپ یقین کریں کہ روزانہ کی بنیاد پر لوگ آتے ہیں اُن کے گیس بل ہے غریب بندہ رویدھی چلانے والا ایک پرچون دو کاندر اُس کا پچاس ہزار روپے کا بل۔ بھلی مہنگی ہو گئی، دال مہنگا ہو گیا، بچوں کے جو دودھ ہیں وہ مہنگے ہو گئے، تیل، چینی چاہے کی پتی یہ ہے so-called عوامی بجٹ۔ آپ کے جناب اسپیکر صاحب ابھی آپ خود اندازہ لگائیں کہ وفاقی PSDP کے 701 billion 701 ارب روپے کی اتنا huge development budget کا اسیں ہمارے پورے صوبے کے لیے محض 70 ارب روپے۔ اسکیمات وفاقی پی ایس ڈی پی کے 1 ہزار 7 اسکیمات میں سے پورے صوبے کی نئی اسکیمات اور on going اسکیمات میں 135 اسکیمات۔ اور گوار کے لیے 15 اسکیمات billion 1.6 اور صرف اسلام آباد کے لیے اُنکا بجٹ اُنکے لیے کوئی 23 ارب روپے رکھے گئے ہیں۔ مطلب آپ موازنہ کریں کہ وفاق کی کتنی دلچسپی ہے ہمارے عوام کے ساتھ۔ ابھی یہ کن مدت میں خرچ ہو رہے ہیں۔ وہ دعویٰ کرتے ہیں لیکن آپ دیکھے کہ آپ کا دفاعی بجٹ 1150 ارب روپے ہیں ایک مددوتو پورا ایک side ہے۔ آپ رکھ دیں۔ قرضوں کی ادائیگی

جو کر رہی ہے آپ کی وفاقی حکومت 1095 ارب روپے وہ ایک side پر رکھ دیں۔ وہ سودا دا کر رہے ہیں 28 ارب 91 کروڑ وہ سودا دا کر رہی ہے۔ تو یہ آپ کے وفاقی حکومت کا بجٹ ہے اور آپ اندازہ کریں کہ 7 ہزار ارب روپے میں سے 35 سوارب روپے خسارے کا بجٹ ہے۔ اور یہ budget manual کی خلاف ورزی ہے کہ آپ 50% خسارہ کر دیں، یہ constitution کی خلاف ورزی ہے۔ اتنا پیسہ کہاں سے آئے گا؟ کہا جا رہا ہے کہ ہم 5 ہزار 500 ارب روپے tax ہم نے collection کرنی ہے۔ direct tax نہیں، indirect tax کس سے غریب عوام سے آپ ساڑھے پانچ ہزار ارب روپے آپ tax collect کریں گے۔ یہ وہ تبدیلی سرکار کی جو budget ہے وہ ہے۔ اب ہم یہاں مصلحتوں کے پابند حکومت کا، انصاف کے دعویدار حکومت کا وہ بجٹ پر ہم آجاتے ہیں۔ جس طرح وہ بجٹ IMF نے بنایا تھا وہ بجٹ IMF کے direct کارندوں نے بیٹھ کر کے planning division میں بنایا۔ IMF کے لوگوں کو باہر سے منگوایا گیا گورنر اسٹیٹ بینک مقرر کیا گیا، مشیر خزانہ مقرر کیا گیا، FBR کا chairman مقرر کیا گیا۔ بیٹھ کر کے IMF نے ایک آزار ملک کا بجٹ بنایا۔ اور یہاں کیا ہوا آپ یقین کرے میں اُس دن جیران رہا کہ اُنیں گریڈ ایک آفیسر تھا عسکری وہ جس طرح ہدایت دے رہی تھی حکومت کو یقیناً مجھے اپنے MPA ہونے پر شرم آ رہی تھی کہ ایک elected گورنمنٹ کو، Representative of the people of the whole province. وہ جو ہے نہ direct ایسی باتیں کر رہا تھا ایسی ہدایات دے رہا تھا کہ اس دفعہ بلوچستان کے ساتھ یہ ہوگا، وفاق میں اُن کے لیے یہ فنڈ رکھے جائیں گے، یہ ہوگا میں اُسے پہچان نہیں رہا تھا میں سمجھا کہ شاید یہ planning division کا کوئی سیکرٹری صاحب ہے کیا ہے۔ اب آپ اندازہ کریں جناب اسپیکر ابھی ہمارے دوستوں کا آپ انصاف دیکھ لے یقیناً میں یہ باتیں کہوں گا میرے دوست رہانہ مانیں میں تعصب کی نیاد پر نہیں کہوں گا۔ میں ویسے کہوں گا کہ کیوں کر ایک حکومت آتی ہے وزیر اعلیٰ آتا ہے پورے صوبے کا ہوتا ہے۔ وہ ایک خاص ضلع کا نہیں ہوتا ہے وہ ایک خاص قوم کا نہیں ہوتا ہے۔ اُن کی نظر میں تمام لوگ برابر ہوتے ہیں، اُن کی نظر میں گوا در اور قلعہ عبداللہ برابر ہونا چاہیے۔ اُن کی نظر میں اسپیلہ برابر ہونا چاہیے یہ نہ ہو کہ 10 پیشون اضلاع کے لیے، مجھے شرم آ رہی ہے کیوں ہوا س طرح 10 اضلاع کے لیے یہ مخفض 8 ارب روپے رکھے گئے ہیں؟۔ میرے دوست یہاں بیٹھے ہوئے ہیں جو پیشون علاقوں سے ووٹ لے کر آئے۔ بڑے زعم ہیں انہیں، بڑے فخر سے کہتے ہیں کہ یہ حساب و کتاب کا زمانہ ہے، یہ پی ایس ڈی پی کا بگ ہے وہ اضلاع کے لیے مخفض 8 ارب روپے اور 3 اضلاع کے لیے جعفر آباد، اسپیلہ، جناب CM صاحب کا home district اور

جھل مگسی کے لیے 12 ارب روپے۔ یہ ہے انصاف کا، بڑے، دیکھو! ہر فرائض اپنے اپنے ہوتے ہیں اللہ پاک نے جو سب سے زیادہ زور دیا ہے عوام کی خدمت کا مخلوق خدا سے پیار کا اور سب کو ایک نظر سے دیکھنے کا خیر الٹا س۔ مَنْ يَنْفَعُ النَّاسَ۔ اب یہ کونسا طریقہ ہے کیا میں بحیثیت ممبر مجھے اپنے عوام نے ووٹ دیا ہوا ہے باقی ہمارے دوست بھی بیٹھے ہوئے ہیں وہ بھی وہاں سے وہ کہہ رہے ہیں کہ ہمیں عوام نے ووٹ دیا ہے۔ وہ اپنے حلقوں میں کیا جواب دینگے۔ جناب اپنیکر صاحب یہ رہا میں دوسرا بات ویسے کہوں گا۔ میں یہ بھی ویسے نہیں کہوں گا کہ میں یہ تھلب کی بنیاد پر کہوں گا۔ 55 ہمارے سیکرٹری صاحبان ہیں مخفض 3 پشتوں سیکرٹریز ہیں۔ کیا یہ کیوں کون جواب دے گا اس کا، کیا ان میں قابلیت نہیں ہے حال ہی میں کل دو جو ہے ناں ان نیں گریڈ کے کوئی officers کا چارج دیا گیا، کیوں، کیا ہمارے لوگ ہم سے نہیں پوچھیں گے، کیا ان سے نہیں پوچھیں گے۔ کل مولانا نوراللہ صاحب نے بات کی میں ویسے کہہ رہا ہوں یہ صوبہ ہمارا ہے ہمارا گھر اس میں ہے ہماری سرزی میں اس میں ہے۔ ہمارا حق ہے کہ یہ تمام ممبران جتنے بھی ہیں ان کا ہر ایک حلقے کا حق ہے کہ ان کو پورا ملے۔ اب یہ کیا بات ہوئی کہ خپدار کو جو جہاں سے یونس عزیز زہری آئے ہیں ان کا provincial PSDP میں ایک کروڑ روپے انہوں نے نہیں رکھا۔ یہ اکبر مینگل کے اس لیے وہ وہاں جن کے حلقے ہیں انہوں نے جو ہے نہ۔ اچھا ڈیڈ ہڈیڈ ہارب روپے۔ ایک حلقے میں صرف road construction کے لیے ڈیڈ ہڈیڈ ہارب روپے رکھے گئے ہیں۔ حاجی محمد خان بڑا خوش ہے کہ انہوں نے بڑا کمال کیا ہے۔ انہوں نے اپنے لیے بڑا اس نے زور لگایا تھا اس نے بہت سارا پیسہ لے گیا ہے۔ اب یہ کیوں اس طرح ہو رہا ہے جناب اپنیکر۔ اب یہ دیکھو یہ کیسا بجٹ ہے کہ PSDP میں 12 ایسے sectors ہیں، سن لیں جناب وزیر خزانہ صاحب! کہ productive جو شغل سیکڑ ہے، جو عوام کو کچھ کمائی کر کے دیتا ہے، agriculture کے لیے رکھا گیا ہے 3.25%۔ اچھا اور جو livestock ہے مٹھا خان صاحب کے محکمے کے لیے جہاں ہمارے بہت سارے districts ہیں ڈکی ہے، شیرانی ہے، موئی خیل ہے، واٹک کا علاقہ ہے۔ باقی علاقے جہاں livestock بہت زیادہ ہوتا ہے۔ اچھا رکھا کیا گیا ہے 0.67%۔ 12 productive social sectors کے لیے مخفض 8% رکھا گیا ہے۔ fisheries کے لیے کیا رکھا گیا ہے 800 کلو میٹر آپ کا کوشش ایریا ہے۔ fisheries کے لیے مخفض 0.78% رکھا گیا ہے۔ آپ کی طرف آ جاتا ہوں آپ بڑے فخر سے کہتے ہیں کہ میں نے پانچ ارب روپے، ان بیچاروں کو تو یہ پتہ نہیں ہے کہ، اچھا وہ ایک پشتو میں مثال ہے کہ پوچھ حساب نہ پوچھ دئے۔ اولیٰ دھن خدائے ندویرے دئے۔ یہ بیچارے حساب و کتاب نہیں جانتے ہیں اور یہ جو

ہے وزیر اعلیٰ صاحب یہ اللہ سے ڈرتے نہیں ہیں۔ ان کا حساب کے بارے میں بڑے کمزور ہیں اور وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے نہیں ہیں۔ اچھا ان کو یہ تھا کہ شاید ابھی ان کو یہ بھی پتہ نہیں ہے کہ ان کے حلقت کی میں بات کروں گا 1886ء میں سبی، ہر نانی شاہرگ، زرداں، یہ جو کچ بazar ہے یہ ریلوے اسٹیشن ہوا کرتا تھا۔ کچ سے پھر بستان، پھر چمن، پھر کوئٹہ۔ آپ کو پتہ ہے جناب اسپیکر کہ ہر نانی کا سبی سے راستہ بانی روڈ جو ابھی تک نہیں بنائے ہے جو جناب کی حکومت نے چالیس کروڑ روپے جو اسکیم تھی وہ delete کر لیا آپ کے۔ آپ کو پتہ ہے کہ 40 کروڑ روپے کا اسکیم تھا 40 کلومیٹر روڈ بنانا تھا۔ اب ہر نانی کے لوگ کسی وقت پر ہر نانی سبی کا حصہ ہوا کرتا تھا اب وہ اُس کا divisional headquarter میں آتے ہیں۔ زیارت سے پشین، پشین سے کوئٹہ۔ کوئٹہ سے مستونگ۔ مستونگ سے ڈھاڈر پھر جمل مکسی۔ چھ اضلاع کو کراس کر کے 360 کلومیٹر وہ جا کر کے سبی پہنچتے ہیں۔ اب صاحب کو پتہ نہیں ہے ان کی اسکیم کاٹ لی گئی ہے وہ بڑا خوش ہے۔ وہ اس بات پر خوش ہے کہ generator جو پہلے ہی ہم نے منظور کیا تھا وہ جو ہے وہاں ہر نانی جا رہا ہے حالانکہ وہ پہلے ہماری حکومت نے منظور کیا تھا۔ میں بات کر رہا تھا یہ تو سر دست میں نے ان صاحب کا جواب دینا تھا وہ جواب میں نے دے دیا۔۔۔ (مداخلت) پھر آپ اپنی باری پر بات کرنے نور محمد دمڑ صاحب از را حوصلہ رکھیں۔ برداشت کا مادہ پیدا کریں۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** دمڑ صاحب آپ بات نہیں کریں۔

**جناب نصر اللہ خان زیری:** آپ facts and figures پر بات کریں۔ آپ PSDP کا لیں ایک ایک چیز پر نکالیں۔ میں بھی ہوائی باتیں نہیں کر رہا ہوں۔ جناب اسپیکر! اب آپ دیکھیں ایجوکیشن سب سے بڑا ہمارا social sector ہے۔ ہم نے 2015-16ء میں اور 2016-17ء میں 26 فیصد تک بجٹ بڑھا تھا۔ آج کتنی شرم کی بات ہے education تک آپ نے پہنچایا ہے کہاں 26 فیصد آج 11 فیصد ہے یہ میں نہیں کہہ رہا ہوں لفاظی باتیں نہیں ہو رہی یہ آپ کا PSDP جو آپ sectorwise نے دیا ہے، وہ بجٹ book ہے۔ اب جناب اسپیکر جو زیادہ دیا گیا ہے وہ اُس department کو دیا گیا ہے جو کھانے والا department ہے جن کی نظر میں سب کی نظر میں ان پر لگی ہیں communication کو 23 فیصد دیا گیا ہے۔ اب کیسا ہو گا کتنے، وہاں روڈ زبن جائیں گے یا نہیں بنائیں گے یہ تو بعد میں پتہ چلے گا۔ جناب اسپیکر! وہ تو پتہ چل جائے گا جب پورا سال گزرے گا جس طرح پچھلا سال بغیر اُس کا

گزر اسپ ب نے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھے تھے۔ جناب اسپیکر! اب آپ خود اندازہ لگائیں 19-2018ء کے ترقیاتی بجٹ میں نئے اور وادی اسکیمات سے تقریباً 22 سو اسکیمات کو بغیر قانونی طریقے سے نکالا گیا ہے۔ کس نے آپ کو اجازت دی constitution کہہ رہا ہے بجٹ manual کہہ رہا ہے قاعدہ و انصباط کار کہہ رہا ہے اسمبلی میں وہ چاہے جتنے بھی اسکیمات تھے چاہے چار ہزار ہو جتنے بھی ہو اس اسمبلی نے منظور کیا تھا۔ اور وہ بجٹ بھی BAP پارٹی نے بنایا تھا پشوتوں خواہ اور نیشنل پارٹی اور مسلم لیگ ن نہیں بنایا تھا آپ نے بغیر قانونی طریقے سے constitution کی خلاف ورزی کر کے 22 سو سے زائد اسکیمات آپ نے نکالی ہیں۔ اس کا آپ کیا کریں گے کس forum پر آپ جواب دینگے مجھے بتائیں زر اجناب اسپیکر اور آپ نے کہا کہ ہم نے 188 ارب روپے میں سے ہم نے بجٹ کو وہ جو کم کر کے 42 ارب روپے اب آپ نے یہ بھی آپ نے اپنے speech میں جناب وزیر خزانہ صاحب آپ نے نہیں بتایا کہ وہ 42 ارب روپے جو آپ نے کہا کہ وہ خرچ ہوا ہے وہ کہاں خرچ ہوئے آپ کے اس speech میں کوئی ذکر نہیں ہے۔ یہ بھی آپ کو بتانا ہو گا۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** نصر اللہ خان آپ تھوڑا امہر بانی کریں۔ گھری میرے سامنے لگی ہوئی ہے۔

**جناب نصر اللہ خان زیرے:** جناب اسپیکر! دوسرا blender book کیا ہوا یہ PSDP Book نمبر ہے صفحہ نمبر 114 پر آپ جائیں گے اچھا 1 سو 88 اسکیمات اُن کے 57 ارب 80 کروڑ 46 لاکھ کے جو کل مالیت 1 سو 88 اسکیمات کے آپ نے اُس کے لیے صرف 1 کروڑ 88 لاکھ روپے رکھے 1 کروڑ 88 لاکھ 57 ارب روپے میں اُس کی پوری لگت ہے آپ نے اُس کے لیے 1 کروڑ 88 لاکھ روپے رکھے، یہ خلاف ورزی ہے بجٹ میں جو ہو رہی ہے۔ ایک، ایک لاکھ روپے آپ نے ایک اسکیم کے لیے رکھا ہے یہ بنایا کس نے میرے تو میں بعد میں تجویز دوں گا۔ کہ کس نے بنایا ہے اتنا غمین مذاق کس نے کیا ہے اس PSDP کے ساتھ یہ مذاق کیا کس نے اور آپ نے پچھلے سال جو آپ کے پیش راو آپ ہی پارٹی کے حکومت تھی۔ آپ نے ہدف مقرر کیا تھا 25 ارب روپے revenue جمع کرنا ہے اُس میں آپ مکمل طور پر ناکام ہوئے ہیں۔ آپ نے وہ ہدف حاصل نہیں کیا جناب اسپیکر صاحب ابھی آپ خود اندازہ لگیں کہ ہم اتنا پانی کا یہاں پر shortage ہے بارہاں ہم نے کہا کہ ڈیم بنائے جائے چھوٹے بڑے ڈیم delay action dam, storage dam، storage dam ابھی آپ خود اندازہ لگیں کتنی دلچسپی ہے ہمارے حکمران کی 56 اسکیمات کی کل مالیت 12 ارب 89 کروڑ 46 لاکھ روپے ہے اور صاحبان اقتدار نے کتنا رکھا ہے یہاں پر محض 2 ارب روپے اور صرف اس اسکیم کا throw-forward دس ارب روپے سے زیادہ ہے۔ یہ کیسا مجھے سمجھ نہیں آ رہی ہے اور پھر یہ طرف سب کچھ جارہا ہے۔ جناب اسپیکر

صاحب ابھی ایک ہم نے وہاں بجٹ کے صفحہ نمبر 118 پر ہے title number 20 اس کا subsection (2) ہے جس میں شعبان والی ڈوپلمنٹ کے لیے وہاں پر میے ہم نے سولین یعنی 10 کروڑ روپے رکھے گئے تھے۔ اچھا بجٹ اپسیچ میں آپ کا ذکر ہے منظر صاحب لیکن اس PSDP میں وہ پتہ نہیں کس طرح چالاکی سے نکلا گیا اس میں کوئی ذکر نہیں ہے شعبان والی بڑا سیر و سیاحت کا علاقہ ہے اور وہاں پر لوگ چاہتے ہیں بڑا اچھا علاقہ زرغون کا علاقہ ہے وہ ایسا نہیں ہے وہاں زرغون جو گیس ہے اُس حوالے سے یہ وہاں پر یہ اسکیم رکھی گئی تھی۔ اچھا لوگوں کو دل بہلانے کے لیے منظر صاحب نے تو اپسیچ کردی ٹیلیویژن پر live انثر ہوا۔ پتہ نہیں اس time مارا شور و غونا کی وجہ سے لوگ سن سکے یا نہ سنے بہر حال آپ کی تقریب میں اب 10 کروڑ روپے PSDP سے عائد ہے اس کا بھی سوراخ ملنا چاہئے کہ کیوں اس طرح ہوا کیسا ہوا اور جناب اسپیکر کوئی کہ لیے وہ کریں انہوں نے کوئی کہ لیے پتے رکھے ہیں۔ Quetta package کے لیے اچھا ہوا کیا ہے جو نیا روڈ نکلا جا رہا ہے اُس سے پہلے صاحبان نے وہاں زمین لی اب وہ آپ تحقیقات کریں نہ ہا آپ تحقیقات کریں اچھا 25 ارب روپے کے لیے اور جہاں سے روڈ نگزرتا ہے وہاں پر پہلے سے لوگوں نے زمین لی ابھی 8-7 ارب روپے صرف وہ زمین میں جائیں گے۔ جس صاحب نے لیا زمین سوروپے پر 2 سوروپے پر لیا اب سرکار پر وہ ایک ہزار فٹ بیچیں۔ تو میں وزیر خزانہ سے کہوں کہ اس بات کی تحقیق کریں اور کمشنز کیوں کریں اس کا project director عجیب سی بات ہے آپ لو بڑے ماہر کو لو ایک بڑے انجینئر کو لو جس نے PHD کی ہو جو irrigation میں کام کیا ہوا جس urban planing میں کام کیا ہوا ماہر ہو۔ آپ نے اُس کے ہاتھ میں دیا ہے اب جو ہے وہ پتہ نہیں وہ کام کیا ہو رہا ہے آپ یقین کریں آج میرے حلے میں وہاں بوسہ منڈی سے road link جاتا ہے سریا ب کے لیے اچھا وہ اتنا بڑا روڈ تھا وہاں تک آپ فٹ پا تھا آگے لایا ہے روڈ کو جو ہے انہوں نے کم کر دیا شاید محترم آج نہیں بیٹھے ہوئی ہے جیس پر سن QDA کی اچھا وہ روڈ خود حکومت جو ہے وہ مافیا بغضہ کو موقع دے رہے ہیں۔ آج میں گیا ہم نے کہا یا روڈ تو وہاں تک آپ فٹ پا تھا یہاں بنارہے ہوں وہ گھر والے دکان والے آگے آ جائیں گے۔ یہ روڈ بغضہ ہو گا مطلب آپ یقین کریں کہ جواب یہ ابھی بجٹ آپ دیکھیں 4 سو 19 ارب کا بجٹ ہے پہلے 413 ارب روپے کا تھا درمیان میں 6 ارب روپے اچانک آگئے اور ایک جگہ 419 کا ذکر ہے اور دوسری جگہ 413 کا ہے یہ تضاد کس بات کا جس کی وضاحت کی جائے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: زیرے صاحب آپ کا time ہو گیا۔

جناب نصر اللہ خاں زیرے: just a minute اسپیکر صاحب! اب آپ دیکھیں کہ 419 ارب

روپیہ کا آپکا development آپکا whole-budget ہے۔ سوارب روپے آپکا budget ہے۔ رہ گیا 319۔ اس میں سے پشن آپ کی تجویں 150 ارب روپے ہو گئے۔ اچھا باتی بچا کتنا لوکل گورنمنٹ کو آپ دے رہے ہیں 11 ارب روپے۔ investment کے لیے کوئی 15 ارب روپے۔ اب جو اصل بات ہے وہ ہے باتی 1 سو 40 ارب روپے جو nondevelopment کا پیسہ ہے۔ وزیر خزانہ صاحب! یہ 1 سو 40 ارب روپے کہاں خرچ ہو گا؟۔ کس مد میں ہو گا؟۔ اچھا! درمیان میں پھر کہیں گے کوئی صاحب آ جائیگا وہ کہے گا ”کہ میں نے یہاں پر اسکول بنانا ہیں“۔ without کسی meeting کے without P&D کے وہ سمری منظور ہو جائے گی۔ نہ اسیں CDWD meeting ہو گی۔ نہ committee میں ہو گا۔ approved provincial committee جو ہو گی نہ اس میں ہو گا۔ نہ جو ہے اس طرح یہ 140 ارب روپے پر نظر ہے جس کی بھی آپ وہ کریں گے کہ یہ پیسہ کہاں جائے گا؟۔ ابھی آپ نے حال ہی میں mining policy بنائی ہے۔ یہ policy بنائی کس نے؟ اچھا حکومت ہے عوام کی اور اپنے عوام کے خلاف پالیسیاں بنارہے ہیں۔ خدارا بھی اسلام آباد کے سیکڑی mine کو دوسرا وفاق کا کوئی تین چار بندوں کی کمیٹی بورڈ بنائی ہے جو آپ کا مختلف minerals ہیں، minerals ہیں جیسا کہ copper ہے iron ہے۔ دوسرا وہ فیصلہ کریں۔ یہ طرح ہو گا اور آپ اندازہ کریں جناب اسپیکر صاحب کے سب کچھ کیسا ہو گا اور میں سمجھتا ہوں بجٹ کے حوالے سے آپ کا 45 ارب روپے آپ نے اسی وامان کے لیے رکھے ہیں۔ اتنا بڑا بجٹ چند سال پہلے آج سے 20 سال پہلے 10 سال پہلے محض ایک ارب روپے ہوتا تھا۔ آج آپ نے 45 ارب روپے رکھے ہیں اتنا پیسہ کون لے کر جارہا ہے کس خوشی میں لے کر جارہا ہے کیوں لے کر جارہا ہے ان کے مفادات ہیں وہ کہہ رہے ہیں کہ امن امان یہاں نہ رہے وہ واقعات ہوتے رہے گے اس لیے کہ وہاں کچھ چل رہا ہے۔ اتنا بڑا 45 ارب روپے صرف امن امان کے لیے رکھے گے۔ اور تعلیم کے لیے اور امن امان کے لیے same قدر کھی گئی ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ بڑا ظلم ہے یہ ایسا نہیں ہونا چاہئے اس حکومت کے دور میں اچھا ہوا جناب وزیر اعلیٰ صاحب تشریف لا میں۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** زیرے صاحب! آپ کا نائم مکمل ہوا۔

**جناب نصر اللہ خان زیرے:** کچھ نائم دیں کچھ موضوعات رہتے ہیں دیکھو بھی یہ کیسی جمہوری حکومت ہے کیسا وزیر داخلہ صاحب ہے ان کے دور میں ابھی حالیہ مہینوں میں دوسو سے زائد political workers کے خلاف مقدمات ہیں۔ میرے خلاف دو مقدمات ہیں۔ میں نے پرلس کلب کے سامنے منظاہرہ کیا۔ کہہ رہے

ہیں ”آپ نے کیوں مظاہرہ کیا؟ آپ ملک کے غدار ہو“۔ اور آپ کو پتہ میرے خلاف مقدمہ بنانے ہے وزیر داخلہ صاحب کو ہاں ہاں nonstate element جہاں ہے آپ وہاں جانہیں سکتے ہوں۔ آپ وہاں کسی سے پوچھنہیں سکتے ہوں وہ اتنا زور آور ہے کہ آپ سب اُس کے سامنے بے بس ہو آپ کے پُر جو ہے وہاں جل جاتے ہیں۔ ایک political worker کے خلاف آپ نے دوسورے کرز کے خلاف مقدمہ بنایا ہے۔ جناب اسپیکر! اب دیکھو جی ایک منٹ اب آپ دیکھیں یہ جو بجلی کا مسئلہ ہے کوئی نہ میں احمد نواز بھائی نے کہا اچھا ہے PHE minister کے دوسو کے قریب ٹیوب ویل وہ واسانے لگائے ہیں حکومت کا عوام کا پیسہ خرچ ہوا ہے ابھی واسا والے take over نہیں کر رہے وہ جو ہے disconnect ہیں اُس کے connection لوگ جو ہے بیچارے کیا کریں اس گرمی کے دور میں ابھی تک جو ہے آپ نے وہ جو کوئی واسا کے دوسو ٹیوب ویل ہیں آپ اُس کو take over نہیں کر رہے ہو، یہ کیسا مسئلہ ہوا۔ جناب اسپیکر! ابھی آپ اندازہ لگیں کہ سائنس کالج ہمارا جیا بڑا اہم کالج ہے postgraduate کالج ہے اُس پر ابھی کیشن منستر صاحب! آپ اگر توجہ دیں، تو بڑی مہربانی ہو گی۔ لیکن یہاں سینئر ٹائم سائنس کالج میں کلاسیں ہوتی تھی۔ تین سال سے وہاں جو سینئر ہے دو سال سے یا تین سال سے ان کو جو سینئر ٹائم پڑھانے والے ٹیچر ہیں وہ کم و بیش کوئی دوہزار کے قریب استوڈنٹس کو پڑھا رہے ہیں ان کو وہ معاوضہ نہیں مل رہا ہے کیوں، یہ آپ جو ہے نہ لائیں۔ دوسری بات کل واحد صدیقی صاحب نے بھی کہا کہ زیارت ڈسٹرکٹ ہے اس کا کچھ علاقہ ہے وہاں پرانہوں نے apply کیا تھا کمپنی والے ہیں پانیز کیلئے۔ نائب تحصیلدار صاحب وہاں پر آیا تھا کہ آپ پندرہ بیس دن میں اگر کسی کو اعتراض ہو تو آپ داخل کر سکتے ہو، لوگوں نے due date میں application submit کرائی۔ وہاں یہ application ہیں ملک منور حسین پانیزی صاحب، عبید اللہ خان پانیزی، محمد سلیم، انعام الحق اور محراب وغیرہ ہے انہوں نے کیا لیکن افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے کہ مقامی لوگوں کو سنبھلنا بخیر انہوں نے جا کر کے NOC دی ڈپٹی کمشنر نے، کیوں، یہ خلاف ورزی ہے وہاں کے عوام کا حق ہے کہ وہ وہاں پر مائنگ بھی کریں، سب کچھ کریں۔ دوسری بات یہ ہے جناب اسپیکر بی ڈی اے کے ملازمین کے ساتھ وعدہ ہوا وہ وعدہ ابھی تک پورا نہیں ہوا ہے۔ pharmacist بیچارے آئے روز، آج بھی کل بھی وہ آئے تھے اسمبلی کے سامنے، سینکڑوں لوگ ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہمارے لیے SNE میں پوٹھیں رکھی جائیں اب وہ کہاں جائیں۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** زیرے صاحب! مہربانی کر کے، میرے خیال سے مزید گنجائش نہیں ہے 35 منٹ

ہو گئے ہیں آپ کے۔ اور ارکین بھی بات کرنا چاہتے ہیں۔ جی۔

**جناب نصراللہ خان زیریے:** ایک منٹ، میں آج کے اس اجلاس کے توسط سے میں نے کل بھی گزارش کی تھی آج سے کوئی تیڑھوں صدی میں غالباً برطانیہ کے پارلیمنٹ میں بادشاہ اس وقت کا آپ اندازہ لگانے ہو برطانیہ کے بادشاہ پارلیمنٹ میں جب کھسے تو انہوں نے دروازہ لات سے مارا اور اسپیکر کو کہا کہ یہ تین ایم پی اے ممبر ان پارلیمنٹ ہیں ان کو ہمارے حوالے کرو۔ تو اسپیکر نے کہا کہ میں عوام کا اس House کا اسپیکر ہوں نہ میں سنتا ہوں آپ کو دیکھتا ہوں نہ میں ان بندوں کو حوالے کروں گا، آج سے 8 سو سال پہلے۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** اب آپ بے فکر ہیں، میں آپ کو کسی کے حوالے نہیں کروں گا۔

**جناب نصراللہ خان زیریے:** جناب اسپیکر! آج قومی اسمبلی میں اسپیکر صاحب دو ممبر ان علی وزیر اور محسن داؤڑ کے پروڈکشن آرڈر روز جاری نہیں کر رہے ہیں جو کہ بڑا ظلم ہے ان کے پاس اختیار ہے وہ ممبر ان ہیں اسی طرح عوام نے ان کو ووٹ دیے ہیں تو ہذا میری تجویز یہ ہے جناب اسپیکر صاحب وزیر خزانہ صاحب کو کہ آپ کا یہ بجٹ مکمل طور پر عوام دشمن بجٹ ہے یہ پشوون دشمن بجٹ ہے یہ عوام کے خلاف بجٹ ہے اس بجٹ کیلئے فوری طور پر ایک پارلیمانی کمیٹی بنائی جائے جس میں حکومت کے اور اپوزیشن کے ممبر ان ہو۔ وہ اس پی ایس ڈی کو revise کریں، وہ دیکھیں تمام بجٹ کو دو تین دن میں اس بجٹ کو دیکھا جائے اور دوبارہ House میں لا یا جائے۔ جو نا انصافیاں ہوئی ہیں ہمارے عوام کیسا تھا ہوئی ہے وہ نا انصافیاں دُور کی جائیں۔ بہت بہت شکریہ جناب اسپیکر۔ میں نے آپ کا بڑا وقت لیا۔ بڑی مہربانی۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** جی شکریہ۔ اب تک ہمارے دو معزز زار ارکین نے بات کی ہے جو تیس سے پہنچتیں منٹ کیئے ہیں۔ اب اسکے بعد جو بھی بات کریں گا مہربانی کر کے پندرہ منٹ سے زیادہ نہیں کریں گا۔ جی سلیم کھوسہ صاحب۔

**میر سلیم احمد کھوسہ (صوبائی وزیر):** شکریہ جناب اسپیکر۔ آج آپ نے مجھے اس تاریخی بجٹ پر بحث کرنے کا موقع دیا اس سے پہلے دس بجٹ میں نے اپنی زندگی میں گزارے ہیں اور یہ گیارہوں بجٹ کو جو اس دفعہ پیش کیا گیا اور دیکھا جا رہا ہے جناب اسپیکر صاحب! اس کے پیچھے دس مہینے کی محنت ہے یہ ایک دن کی محنت نہیں ہے یا چار دن یا پانچ دن پہلے پی ایس ڈی پی کا ہم نے دیکھا ہے دس دن پہلے start لیتے تھے آخری دن تک بھی اسکیمات ڈالی جاتی تھیں اور زیادہ تر ہم نے دیکھا انفرادی نوعیت کی اسکیمات کی وجہ سے اس صوبے کے اوپر بوجھ بھی پڑا۔ اور معاملات بھی بہت زیادہ خرابی کی طرف گئے۔ یہ پورا کریڈٹ جام صاحب کی طرف جاتا ہے جام صاحب نے دس مہینے جس طرح دن رات محنت کی اپنی ٹیم کیسا تھا لازماً اسکا کریڈٹ پی اینڈ ڈی کو بھی جاتا

ہے اس کا کریڈٹ فناں کو بھی جاتا ہے دن رات کی مختیں دن رات کی کاؤشیں ہیں۔ میں یہ نہیں کہتا کہ پہلے کس نے کیا کیا کس نے کیا اگر ہم ماضی کی طرف چلے جائیں تو پھر ہم چھنسے ہی رہیں گے میں نے یہاں پر یہ چیزیں بہت زیادہ دیکھی، شاء بلوج کافی یہاں بھی رہے ہیں ایوان بالا میں بھی رہے ہیں تو میں اسے بھی میں بھی رہے ہیں ایک پرانے Parliamentarian ہیں وہ بڑا تجربہ رکھتے ہیں لیکن مجھے افسوس کیسا تھا یہ ضرور کہنا پڑتا ہے حالانکہ میرے بہت اچھے دوست ہے لیکن ماضی کے دریکوں سے نکلنے کیلئے کوئی کوشش ہی نہیں کر رہا ہے۔ یہاں یہ کہا جاتا ہے کہ کسی ایک سال کا time ملا کسی کو دو سال کا time ملا لیکن انہوں نے کیا کیا ان سالوں میں اس چیز کو دیکھنے کی ضرورت ہے۔ آپ ماضی سے مہربانی کر کے نکل آئیں، ایک دفعہ پھر ترقی کی راہ پر گام زن ہونگے اگر ماضی کی چیزیں آپ کے ذہن میں رہیں گے تو پھر اسی طرح چھنسے رہیں گے آپ لوگ آگے نہیں جاسکتے ہیں۔ نہیں آگے جانے کیلئے سب سے پہلے اس طرف والوں کو بھی ماضی سے نکلانا پڑے گا اس طرف والوں کو بھی ماضی سے نکلانا پڑے گا۔ وہ جو ہوا سو ہوا لیکن ماضی کی جو بھی باتیں ہیں وہ تاریخ میں ہمیشہ زندہ رہتی ہیں، اس کا فیصلہ نہ ہم نے کرنا ہیں نہ آپ نے کرنا ہیں، وہ تاریخ کرتی ہے۔ جس طرح یہ حکومت جو خدمت کر رہی ہے کام کر رہی ہیں اس دس مہینے دن رات مختیں کی گئی ہر sector میں۔ جناب اسپیکر صاحب! ایجوکیشن کی حالت دیکھیں تباہ حال تھا، آپ ہمیلتکی حالت دیکھیں تباہ حال تھا، ہر سیکٹر میں آپ چلے جائیں آپ کو خرابی اور برائی کے علاوہ کچھ بھی نظر نہیں آتا۔ لیکن آج اللہ کی مہربانی سے اس مختیں کی وجہ سے جو پچھلے دس مہینوں سے کیا گیا کافی بہتری نظر آ رہی ہے۔ لیکن ظاہری بات ہے اتنا بڑا گیپ ہے وہ دس مہینوں میں تحلیل نہیں ہو سکتا اس کیلئے بہت بڑا time چاہیے اس کے بعد جا کر کے چیزیں ٹھیک ہو گی۔ لیکن نیک نیتی ہونی چاہیے اور اس حکومت میں خاص کر جام صاحب نے نیک نیتی کیسا تھا کام کرنے کی کوشش کی اس کا فیصلہ عوام کریا گا بلوجستان کے نہ کہ یہاں پر بیٹھے ہوئے چند لوگ۔ جناب اسپیکر صاحب میں یہ بھی کہنا چاہو گا کہ آج سے پہلے جو پچھلے ادوار گزرے ہیں مجھ جیسا بندہ کبھی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ میرے حلے میں اتنا بڑا کام ہو سکتا ہے یا کام ہونے جا رہا ہے جام صاحب کو میں نے ایک request کیا ہے ایک گزارش کی کہ صحبت پورا اور کشموروڑہ میں مہربانی کر کے دیا جائے جو پرانا دیرینہ ہمارا ایک خواہش ہے اور یہ کشمورو صحبت پورا کاروڑ نہ صرف صحبت پور کا ہے نہ صریا آباد ڈویژن کا ہے یہ پورے بلوجستان کا ہے۔ جام صاحب نے ایک دفعہ بات سنایا پھر جام صاحب کی ایک عادت ہے ہر چیز پر تحقیق کرتے ہیں دیکھتے ہیں کہ آیا یہ واقعی عوامی نوعیت کا ہے یا نہیں اگر ہے تو پھر دوبارہ ہمیں کہنا نہیں پڑتا ہے مختیں سماجت نہیں کرنی پڑتی ہے وہ automatically اس چیز کی طرف چلے جاتے ہیں اور وہ کرتے ہیں

- میں شکر یہ ادا کروں گا کہ میرے حلقے میں بہت بڑا روڈ دیا گیا ہے اس سے بہت بڑا میرا علاقہ ترقی کی راہ پر گام زن ہو گا۔ ہمیں کسی سی پیک کو دیکھنے کی ضرورت نہیں ہے ظاہری بات ہے تی پیک ہمارا ہی ہے ہمیں اس کا حصہ ضرور ملے گا جو صوبے کیلئے جو وہاں پر کام ہو رہا ہے وہ ضرور ملے گا۔ لیکن اس نوعیت کے جو کام کئے جا رہے ہیں جو تی پیک سے ہٹ کر رہے ہے وہ اسی طرح کا ہی اسی عوام کو ملے گا یہ کریڈیٹ سارا جام صاحب کی طرف جاتا ہے۔ اس کے علاوہ بہت سارے sectors پر کام کیا گیا میں پوچھنا چاہوں گا یہاں پر اپنے اپوزیشن کے دوستوں سے وہ حکومت میں رہے ہیں زیرے صاحب ہیں، ثناء صاحب رہے ہیں، اُن کی پارٹیاں رہی ہیں، ہمارے مولوی صاحبان رہے ہیں اس سے پہلے بھی یہی کوئی کراچی کا جو روڈ تھا جو خضدار سے جاتا ہے کیا پہلے یہاں پر ایکسٹینٹ نہیں ہوتے تھے اسی طرح ایکسٹینٹ ہوئے ہیں اسی طرح اموات ہوئے ہیں ہمیں افسوس ہے اُن کا۔ لیکن پہلے کی حکومتوں نے کبھی بھی کوشش نہیں کی کہ اس کو dual کرنے کی کوشش کرے تاکہ ایکسٹینٹ پر زیادہ سے زیادہ کنٹرول پایا جائے۔ آج یہ چیزیں اس لئے زیادہ نظر آتی ہے کہ سو شل میڈیا بہت زیادہ fast ہے اس لئے آپ کو بار بار نظر آتا ہے کہ فلاں ایکسٹینٹ ہو گئے اتنی اموات ہوئی ہیں یہ پہلے بھی یہ چیزیں ہوتی رہی ہیں یہ ہر قسمے ہر کہانیاں پہلے بھی ہوتی رہی لیکن اس حکومت نے نیک نیتی سے کام کرنے کی کوشش کی، کام کرنے جا رہے ہیں کام ہو رہا ہے بہت بہتری آئی گی اس صوبے کے عوام کیلئے، اس صوبے کا اور اس کا فیصلہ پھر آپ نہیں کریں گے ہم نہیں کریں گے تاریخ کریگا ہم نے اپنے رویوں کو بھی بدلتا ہے ہم نے دیکھا ہے کہ پہلی دفعہ میرے خیال میں میں نے پہلے اس طرح نہیں دیکھا ہے شاید ہوا ہوں سدران کمانڈ عید کے دن پورے بلوچستان کے لوگوں سے ارجمند ہاؤں میں ملاقات کی انہوں نے یہ وہ نرمی ہے یہ وہ رویہ ہے جو اس صوبے کے عوام کو ہمیشہ اس کی ضرورت رہی ہے۔ تو ان چیزوں سے بہت ساری چیزیں ٹھیک ہو گی بہت سارے چیزیں بہتر ہو گی اسی طرح اگر آپ پولیس ڈیپارٹمنٹ کی قربانیاں دیکھیں، یویز کی قربانیاں دیکھیں، یہاں پر کتنی شہادتیں ہوئی ہیں، اس صوبے کی لوگوں کی قربانیاں دیکھیں انہوں نے امن و امان کیلئے کتنا بڑا یہاں پر جان کے نذر انے دیے، آج صوبہ ہر لحاظ سے بہتری کی طرف کی جا رہا ہے۔ ایک بہتر بلوچستان نہیں نظر آ رہا ہے پورا ملک تبدیل ہوتا ہو انظر آ رہا ہے، اسی کے ساتھ ہمارا صوبہ بلوچستان بھی تبدیل ہوتا ہو انظر آ رہا ہے۔ جناب والا! میں زیادہ وقت نہیں لوں گا آپ کا کیونکہ باقی دوستوں نے بھی بولنا ہیں لیکن یہ بجٹ ہر لحاظ سے ایک تاریخی بجٹ ہے اس کے شرات آپ دیکھیں گے آنے والے وقت میں اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ اپوزیشن کے حقوق کو نظر انداز نہیں کیا گیا ہے ایک پیش کے

حساب سے آپ دیکھیں، communication کے حساب سے دیکھیں، ہیئت کے لحاظ سے دیکھیں، ہر لحاظ سے ان کے علاقوں کو ان کیلئے دیا گیا ہے۔ اب اس طرح کی باتیں کوئی میں تو چالیس ارب روپے کا یہاں پر کام ہو رہا ہے کوئی والوں کو تو اور زیادہ خوش ہونا چاہیے۔ کہ اتنا بڑا کام آپ کے اس شہر میں ہو رہا ہے۔ نہیں نہیں یا اس طرح کی باتیں نہیں ہے یہ ساری حقیقی باتیں ہیں یہ صرف آپ کے بولنے سے یا میرے بولنے سے یہ چیزیں نہ چھپ سکتی ہے نہ کوئی اس کو چھپا بھی سکتا ہے۔ یہ میں نے پہلے بھی گزارش کیا ہے کہ یہ وہ تاریخ کا حصہ بننے جا رہا ہے اور اس کا فیصلہ بلوچستان کے عوام کریں گے۔ اور بہت سارے لوگوں نے بار بار یہاں پر یہ باتیں بھی کہ کرتے تو رات ایک پارٹی بنی اور بلوچستان پر حکمرانی کیا گیا ان کو یہ پتہ ہونا چاہیے یہ عجتنے بھی ہیں ہمیشہ یہی جیت کے آئے ہیں یہ بھوتانی صاحب کو آپ کب سے دیکھ رہے ہیں یہ جمالی صاحب یہاں پر بیٹھے ہیں کب سے دیکھ رہے ہیں جام صاحب خود یہاں پر موجود ہے مگری صاحب موجود ہیں۔ یہ اس طرح کی باتیں نہ کریں آپ آج ہیں شاید کل نہیں ہوں گے۔ ہم نے یہاں عوام کے اپنے حلقوں کے لوگوں کے خدمت کی ہے نہیں ہم بجٹ کی باتیں کر رہے ہیں آپ لوگوں نے جو باتیں کی میں ان کا آپ کو تھوڑا سا جواب دے رہا ہوں تھوڑا سا آپ لوگوں کو آئینہ دکھار رہا ہوں یہاں جتنے بھی لوگ بیٹھے ہیں انہوں نے خدمت کی ہے یہ خدمت کی صورت میں دوبارہ بار بار اپنے حلقوں سے منتخب ہو کر آئے ہیں۔ تو اس طرح کی باتوں سے ہمیں لکھنا چاہیے۔ جس طرح جام صاحب نے کہا 2012-2010ء کے بہت بڑے سیلا ب سے ہمارا علاقہ گزرا ہے جام صاحب اس وقت صحبت پور نہیں تھا جعفر آباد ضلع تھا اور نصیر آباد ضلع تھا لیکن اس طریقے سے کام نہیں کیا گیا حالانکہ اگر دیکھا جائے اپنی ذمہ داری کو قبول کرتے ہوئے اس حکومت کے حصے دار ہم بھی تھے شاید ہم سے بھی کچھ کوتا یہاں ہوئی ہو گی اس وجہ سے اس طریقے سے خدمت نہیں ہوا جس طریقے سے ہونا چاہیے تھا۔ رئیسانی صاحب ہمارے چیف منسٹر تھے اس وقت مجھے یاد ہے ڈیرہ مراد جمالی میں صدر آئے تھے اصف زرداری صاحب انہوں نے وہاں پر رئیسانی نے بات کی کہ ڈیرہ اللہ یار ڈوب گیا پانی میں ایک انجوں بھی نہیں بچا تو زرداری صاحب اس وقت ایک الفاظ استعمال کیا کہ میں ڈیرہ اللہ یار کو ماؤں سٹی بنا دوں گا۔ مجھے یاد ہے کہ رئیسانی صاحب نے ان کو کہا کہ ہم نہیں چاہیے ماؤں سٹی ہمارا پرانا ڈیرہ اللہ یار بھی بسا دے تو بہت بڑی بات ہے لیکن نہیں بسا، وہ اس حکومتوں میں اتنی زیادہ commitment نہیں تھا وہ شاید کسی اور طرف جاری ہے تھے جس طرف جو آج کی حکومت جاری ہی ہے یہ سوچ نہیں تھی۔ بہر حال میں اس کو ایک تاریخی بجٹ کہتا ہوں اور انشاء اللہ آنے والے دنوں میں عوامی نوعیت کے کام ہے اور شہرات بھی عوام کو ملیں گے اور اس بجٹ کا فیصلہ بھی عوام کریگا۔ بہت بہت شکر یہ۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** جی شاء بلوج صاحب۔

**جناب شاء اللہ بلوج:** بسم اللہ الرحمن الرحيم شکر یہ جناب اسپیکر صاحب! بجٹ اجلاس سال میں ایک دفعہ منعقد ہوتا ہے میرے خیال میں یہاں پر جوار اکین اسمبلی ہے ان کو کھل کر بولنے کی اجازت دی جائے ہو سکتا ہے کہ کافی دریکرنے کے بعد کسی بھی لمحے ان سے کوئی آپھی سی تجویز سامنے آجائے تو میرے خیال میں اس پر پابندی لگانا مناسب نہیں پھر آپ کے پاس ویسے بھی روں 117 روں 118 کے تحت اختیار ہے کہ آپ کو بجٹ پر بجٹ کے دن بڑھا بھی سکتے ہیں جناب اسپیکر منون وہ مشکور ہوں آپ کا بلوجستان کی جو معاشی کیفیت ہے وہ ایک تاریک بھی ہے اور اس کے کچھ روشن پہلو بھی ہیں۔ یہ بجٹ پیش کیا گیا ہے اصل میں ہمیں دیکھایا ہوا گا کہ بجٹ بننے کیوں ہیں بجٹ کے مقاصد کیا ہوتے ہیں کیا یہ سالانہ بس ایک exercise ہے کہ سب مل بیٹھ کر ساری گورنمنٹ ساری یورو کریسی سارے officials، آرڈر چاہیے سر آپ کی House میں۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** جی آپ بات کریں، order in the House۔

**جناب شاء اللہ بلوج:** تو یہ صرف یہ دوسرو ہائی سوچنات پر مشتمل کتاب کو مرتب کرنے کا نام بجٹ نہیں ہوتا بجٹ دراصل کسی بھی صوبے میں جب بجٹ بنتا ہے اس کے کچھ مقاصد ہوتے ہیں اور ان مقاصد میں سب سے بڑی بات یہ ہے کہ آپ کا معاشی، معاشرتی اور سماجی شعبے میں جو بھی پسمندگی ہے، زوال ہے، اس کا خاتمه یا محرومی ہے اس کا خاتمه اور سماجی اور معاشی شعبے میں ترقی جو ہے کہ کچھ موقع پیدا کرنا ہے۔ اس کے علاوہ غربت کا خاتمه روزگار کے موقع، تعلیم اور جدید تعلیم کی سہولیں، صنعتی ترقی اور infrastructure، زراعت اور پیداواری ذرائع میں اضافہ کرنا، یہ جب بھی بجٹ بنتا ہے موجودہ جو بھی دنیا ہے تیز رفتار دنیا ہے ترقی یافتہ دنیا ہے اس میں بجٹ بناتے وقت ان تمام امور کو مد نظر رکھا جاتا ہے اور پھر جتنے بھی پیسے کسی قوم کے پاس ہوتے ہیں، کسی ملک کے پاس، کسی صوبے کے پاس وہ اپنی ترجیحات کو مد نظر رکھ کر بجٹ بناتے ہیں۔ لیکن بد قسمتی سے کیونکہ ہمارے ہاں institution ادارے آپ کو یاد ہو گا ایک دفعہ میں نے ذکر کیا تھا کہ ہمارے ہاں دو طرح کے institutions ہوتے ہیں ایک extractive institution اور ایک ہوتا ہے inclusive institutions۔

جامع صاحب! توجہ آپ کی چاہیے جو extractive institutions استھانی ہوتے ہیں۔ وہ کوئی جامعہ منصوبہ بندی پر یقین رکھتے وہ اجتماعی ترقی پر یقین نہیں رکھتے وہ دورہ پالیسیوں پر یقین رکھتے وہ قوم کی ترقی و تغیر پر یقین نہیں رکھتے وہ جو بھی short-term اُن کو فوائد حاصل ہو سکتے ہیں اس پر وہ یقین رکھتے ہیں۔ ایک چھوٹی سی آپ کو مثال دیوں جنوری 2000ء میں ہمارے جو

زمبابوے کا capital ہے وہاں پر موگا بے صاحب کی حکومت تھی 1980ء سے لیکر 2017ء تک وہاں پر صدر رہے۔ تو 2000ء کے عرصے میں وہاں پر کوئی ایک لاٹری کی اسکیم بنی اس لاٹری کی اسکیم میں جتنے بھی زمبابوے کے کرشل بینک تھا زامبینک اُس کو کہتے تھے اس میں جتنے بھی لوگ اکاؤنٹ ہو لڈرز تھے ان کا کہا گیا کہ جی اگر آپ کے پانچ ہزاروہ زمبا بن جو ڈالر زیں اس سے زیادہ اگر آپ کی رقم پڑی ہے تو ہم لاٹری نکالیں گے ایک لاکھ ڈالر آپ کا انعام نکلے گا۔ تو اس میں کوئی ہزاروں کی تعداد میں جو لوگ تھے وہ اس کے ممبر تھے، جس دن لاٹری ہوئی وہ چوا وجہ اُس بینک کا president تھا اس نے جب لاٹری نکالی اُس وقت جو بھی ذراع تھے اُس کے سامنے 2000ء میں کجی اتنے ہمارے clients ہیں ہم ابھی اس کا result نکالتے ہیں کہ یہ لاٹری ایک لاکھ ڈالر کس کی قسمت میں آئی ہے۔ تو جب اُس نے لاٹری نکالی تو وہ اپنی آنکھیں متارہ گیا بار بار دیکھتا رہ گیا اور جب اُس نے پڑھا۔ کہتا ہے کہ ایک لاکھ ڈالر کی رقم جو ہے His Excellency رابرٹ موگا بے کے نام نکلی ہے۔ یعنی پورے زمبابوے میں پندرہ سے سولہ ہزار افراد جو وہاں پر اُس کے ممبر تھے اُس وقت بینک کے اُس میں سے رابرٹ موگا بے جو وہاں کا صدر تھا اُسی کا نام نکلا۔ یہ اس کی وجہ کیا تھی۔ اس کی ایک وجہ تھی وہ یہ تھا کہ وہ ثابت کرنا چاہتا تھا کہ میں حکمران ہوں۔ یہاں پر جو بھی فائدے کی چیز نکلے گی وہ حکمران کے نام نکلے گی یا حکمران جماعت کے نام نکلے گی۔ اور یہ پی ایس ڈی پی وہ رابرٹ موگا بے کے وہ چوا وہی لاٹری کی طرح ہے۔ یہ صرف حکمرانوں کے نام نکلی ہے غریب عوام کے نام اس میں کچھ بھی نہیں ہے۔ ابھی میں اس کو ثابت کر کے آپ کو جناب والا بتاتا ہوں۔ سب سے بڑی بدقسمتی اس صوبے کے ساتھ یہ ہے کہ تین صوبے ہمارے بھائی صوبے جو ہیں اس وقت انہوں نے اپنا بجٹ پیش کیا ہے KP کا بجٹ جو ہے وہ سرپلس میں ہے یا انہوں نے کوئی 80 سے 90 ارب روپے ان کے پاس اضافی پڑے ہوئے ہیں وہ سرپلس بجٹ انہوں نے بنالیا۔ پنجاب کا بجٹ سرپلس میں سندھ کا بجٹ سرپلس میں لیکن بلوچستان کا 419 بلین کا جو بجٹ ہے وہ جناب والا 70 ارب روپے خسارے کا ہے۔ گوکہ کافی نہیں یہ دکھایا گیا ہے کہ یہ بجٹ جو ہے جناب والا! 47.60 بلین خسارے کا ہے لیکن اگر آپ ان کا غذات کو اچھی طرح جانچ کر ان میں دیکھیں تو بلوچستان کا جو خسارہ ہے وہ 70 ارب روپے کا ہے۔ اب یہ 70 ارب روپے کا خسارہ میں یہ نہیں کہتا کہ میرے ان دوستوں کی غلطی کی وجہ سے ہے۔

جام صاحب! تھوڑی سی توجہ چاہیے آپ کی تھوڑی سی، ڈسٹریکٹ ہو جاتا ہے مجلس اگر، یہ 70 ارب روپے کا خسارہ اس کی ایک تاریخ ہے میرے دوست سلیم ٹھوسے صاحب نے کہا کہ ہم بڑے اچھے دوست ہیں اس میں کوئی شک نہیں انہوں نے کہا کہ ہمیں کچھلی سوچ سے نکلنا چاہیے سوچ کچھلی نہیں ہوتی ہے روئے عمل جو ہے وہ انسان کو جو

ہے سوچنے پر مجبور کرتا ہے آگے پیچھے کا یہ سوچ تقریباً ستر سال پرانی ہے جو یہ 250 صفحات کے پی ایس ڈی پی میں ہے۔ یہ 70 سال پرانی سوچ کا عکاس ہے۔ ہم گذشتہ ایک سال سے آپ کو کہہ رہے ہیں کہ اس دفیانوی، پسماندہ *out dated development approach* کے نکلیں۔ بلوچستان جس کی معیشت کے روشن پہلو ہیں، اُس کے اوپر ایک *consultative dialogue* کریں۔ بلوچستان کے *development dialogue* کریں کہ بلوچستان کو اس طرح کے خسارے سے کیسے نکلا جائے، اب میں آپ کو بتاتا ہوں جناب والا دس سال کا میں آپ کو بتاتا ہوں کہ بلوچستان کو، آہستہ آہستہ *slowly* اس کو دلدل میں کیسے دھکیلا جا رہا ہے اور یہ دھنستا جائیگا اس دلدل میں۔ 70 ارب کے خسارے تک بلوچستان کے پہنچا کیسے ہے جناب والا 2009ء سے 2010ء میں بلوچستان میں اس وقت جو بلوچستان کا total receipts تھے جو ہمیں پیسے ملتے تھے وہ کوئی 65 بلین تھی جو ہمارا ٹول بجٹ تھا اس وقت کا آج سے صرف دس سال پہلے کی بات ہے نو سال پہلے کی بات ہے اس وقت بلوچستان کا جو بجٹ تھا وہ 174 ارب کا ہوتا تھا اور اس میں 8 ارب روپے کا خسارہ تھا۔ جناب اسپیکر صاحب! دس سال پہلے اس صوبے کا خسارہ اٹھ ارب روپے تھا پھر یہ 2010ء اور 2011ء میں بڑھ کر یہ 7 ارب کا ہو گیا، 6 ارب کا ہو گیا، 7 ارب مزید بڑھ گئے۔ پھر یہ آیا 2014ء اور 2015ء میں ابھی اس نے گیرگا نا شروع کر دیا ہے۔ ابھی یہ خسارہ بڑھتا جا رہا ہے بڑی تیزی کے ساتھ یہ خسارہ کیا ہے یہ غریب بلوچستان کے عوام بیٹھے ہیں ان کو پتہ ہونا خسارے کا مطلب آپ کے اوپر قرضہ آپ کے اوپر بوجھ آپ کی ترقی کے اوپر قدغینیں آپ کے تعلیم کے اوپر قدغینیں آپ کے روزگار کے اوپر قدغینیں، آپ کی معاشی رفتار کے اوپر قدغینیں یعنی یہ قوم اس قوم کے پاؤں میں قرض کے بیڑیاں ہیں اسی لئے یہ آگے بڑھنہیں سکتا یہ جو deficit کا لفظ ہے انگریزی میں اس کا مطلب قومی قرضہ یعنی بلوچستان میں 70 ارب روپے کا قرضہ ہے۔ اور جناب والا 2014-2015ء میں یہ قرضہ پندرہ ارب سے آج 161 ارب اور 70 ارب روپے تک پہنچ گیا ہے۔ اس کے پیچھے بہت بڑی فلاسفی ہے یہ حکومت ذمہ دار نہیں ہے میں ان دوستوں موردا لازم نہیں ٹھہرانا چاہ رہا۔ لیکن ان کو ایک اس بات کا موردا لازم ضرور ٹھہرنا ہونگا کہ انہوں نے پچھلی زنجروں سے اپنے آپ کو چھڑانے کرنے کی کوشش نہیں کی ہماری رہنمائی کے باوجود یہ ابھی تک اسی زنجیر میں جھکڑے ہوئے ہیں یہ ابھی تک چاہتے ہیں کہ بلوچستان کو اسی رفتار سے لیجا یا جائے تاکہ بلوچستان باقی صوبے تو آسمان پر پہنچ جائے اور بلوچستان کے عوام کنوں کا پانی پینے پر مجبور ہو جائیں یہ approach جوان کی ہے میں اس approach کی نہ مدت کرتا ہوں۔ اور یہ approach اب میں آپ کو بتاتا ہوں جناب والا کیسے ہوا۔

میں کل بھی دو پی ایس ڈی پیز آپ دکھار ہاتھا کل پرسوں۔ جب کوئی بھی پی ایس ڈی پی بنتی ہے دنیا میں، میں نے کہا کہ کوئی بھی development plan بتا ہے یعنی ترقی کا جامع منصوبہ بنتا ہے اس میں Development Experts ہیں اور پھر تیرساں کا ہے outcome یعنی آپ کتنا پیسہ اس میں ڈالیں گے اُس سے آپ کیا عمارت بنائیں گے اور پھر تیسرا اس کا ہے objective یعنی آپ کتنا پیسہ اس میں کوئی بچوں کو پڑھائیں گے۔ کارخانہ لگائیں گے بھلی پیدا کریں گے وہ آپ کا ہے outcome یعنی آپ اُس عمارت میں کوئی بچوں کو پڑھائیں گے۔ تو دنیا میں جہاں کہیں بھی ڈولپمنٹ ہوتی ہے اس کا ایک objective ہوتا ہے مقصد ہوتا ہے یعنی 14 ارب روپے بلوچستان میں اگر ہم خرچ کرنے جارہے ہیں اس میں سے سو ایک 108 ارب روپے کا ہمار development ہے ایک 108 ارب روپے میں بلوچستان میں ہم حاصل کیا کرنا چاہتے ہیں۔ بلوچستان میں جو chronic development deficit ہے، بلوچستان کی جو پسمندگی ہے بڑی تکلیف دہ ہے جناب والا۔ اسکا ایک چھوٹا سا میں آپ کو مثال دے دوں جب تک بلوچستان کی اس کی سوسائٹی economy کے مسائل اس کی پسمندگی اس کی بخش مردگی اس کو جب تک آپ نے economic sense analysis properly development, political sense کی ہے آپ بلوچستان کو اٹھانیں سکتے۔ ہم ایم پی اے جو ہے اس وقت ممبر پارلیمنٹ جو ہے ہمیں اس سسٹم میں بلوچستان کے اس outdated political development system کیا بنا دیا ہے صحیح جب ہم اٹھتے ہیں ہمارا کام جو ہیں ایسے سمجھیں پلمبر کا ہے۔ ہمیں دس فون آتے ہیں کہ ہمارے گھر کے سامنے نالی بند ہے آپ نالی کھلوادیں ہمارا کام لائیں میں کا ہے کہ ہماری بھلی بند ہو گی ٹرانسفر مرخاب ہو گیا آپ ہمارا ٹرانسفر مرٹھیک کروادیں۔ ہمیں تیسرا کال آتا ہے کہ ہم ہسپتال پہنچے ہیں وہاں دوایاں اور ڈاکٹر دونوں موجود نہیں ہے ایک فون کریں کوئی ڈاکٹر آجائے۔ ہم ایم پی ایز ہیں جو یہ لوگ ہمیں دوٹ دیکے بھیجتے ہیں حکمرانی کا یہ شرف جو بخشنده ہیں ہمارا کام ہے کہ ہم پلببر بننے کی بجائے کو آرڈینیشن کے کام کرنے کی بجائے ہم ان کو اس غربت سے نکال کر دوسرے ترقی یافتہ شادو آباد قوموں کے برابر لے آئیں ان کی سر پر جو دستار ہے گپٹری ہے ان کے سر پر جو دوپٹہ ہے ہماری مااؤں، بہنوں کا اس میں شرف اور اس میں شائشگی لے آئیں۔ لیکن جناب والا میں آپ کو بتاؤں 1970ء میں جب بلوچستان صوبہ بنا اس میں جو ہمارا per-capita income جو تھا یعنی ہماری جو ہیں ہماری جو آمدن تھی لوگوں کی یا ہمارے صوبے کا جو development growth تھا وہ جناب والا 2 فیصد تھا اور 1980ء میں یہ جا کے 2.2 فیصد ہو گیا، 1990ء میں بلوچستان کا

ایک دفعہ پھر جو ہمارا ڈولپمنٹ تھا گروہ تھا جی ڈی پی تھی ہماری وہ روک گئی جناب والا 1.6 پر آگئی اور آج 2019ء اور 2020ء میں جہاں بلوچستان چار سو بیس ارب روپے کے قریب ہم خرچ کر رہے ہیں ہماری جو جی ڈی پی ہے یا ہماری provincial growth ہے وہ جناب والا! زیر وہے۔ پورے جناب ضیاء صاحب! اس کو تھوڑی سی سمجھتے کی ضرورت ہے۔ یہ جو بلوچستان کے عوام کے آپ جو غربت دیکھ رہے ہیں اس کے پیچھے یہ سائنس ہے، یہ economy کا۔ کہ یہ بلوچستان کے اندر جو ترقی کی شرح ہے، جو نہ ہے، جو development rate ہے وہ جمود کا شکار ہے۔ اور جب یہ ترقی رُک جاتی ہے، اس دفعہ آپ 70 ارب روپے کے خسارے کا ہے اگلے بجٹ میں آپ 90 ارب روپے کا خسارے کا شکار ہو نگے۔ اگلے بجٹ میں آپ ایک سو بیس ارب روپے کا خسارے شکار ہو نگے اور آپ کے پاؤں میں یہ قرضہ کے جوزخیریں ہیں یہ بڑھتی جائیں گے۔ جناب والا ہم کیا توقع کر رہے تھے۔ یہاں پر ہم، یہ بھگڑا نہیں ہے کس کے area کو کتنا ملاکس کے حلقے کو کتنا ملا، میں ہمیشہ جوبات کرتا تھا کہ بلوچستان میں اگر خاران کو آپ کشمیر بنالیں، خاران کو Switzerland بنادیں، خاران کو آپ Paris بنادیں، لیکن اگر نوٹکی اور چاغی میں اور واٹک میں لوگ اگر بھوک سے مر رہے ہیں خاران ترقی کر ہی نہیں سکتا یہ تصور ہی ناممکن ہے اور یہ تصور اس حکومت کی ہے کہ چھوٹے چھوٹے بلاکس میں اربوں روپے جو ہے پھینک کر وہ سمجھتے ہیں کہ ہم بلوچستان کی خوشحالی اور خوش بختی لانا چاہتے ہیں۔ جناب اسپیکر 255 صفحات کی جو PSDP ہے۔ یہ پڑی ہوئی ہے۔ میں اپنے bureaucrats کو Civil Secretariat officials میں بیٹھے ہوئے bureaucrat کو سارے Ministry and finance planning and development کے سارے bureaucrat officials کا مشکور ہوں۔ انہوں نے محنت کیے ہیں اس پر لیکن اندر جو vision ہے وہ حکومت کا ہے۔ جو آپ کے bureaucrats اور officials کو بلوچستان میں بہت حکومت چاہتی ہے، وہ اس پر ڈال دیتا ہے میں کسی bureaucrats کو bureaucrats کے لیے کام کریں گے۔ لیکن ہم ان سے کام کس طرح کالینا چاہتا ہے آپ ان سے بلوچستان سے خوشحالی خوش بختی کا پروگرام لانا چاہتے ہیں یا آپ اپنے حلقوں میں سیاست کر کے اپنے جو ہیں opposition والوں کو نیچا دکھانا چاہتے ہیں اور اپنے آپ کے لیے دو، چار ارب دو، چار کروڑ زیادہ رکھیں لوگوں کے سامنے اپنے عزت بنانا چاہتے ہیں اگر approach یہ ہے بلوچستان زندگی بھرا گے نہیں بڑھ سکتا۔ تو جناب اسپیکر اس میں بلوچستان میں ہم جو سمجھتے تھے 4-3 بڑے

components کو ہونے چاہیے تھے۔ اس پر اس وقت آپ جائے۔ ستائیں ڈیپارٹمنٹس کی لسٹ ہے۔ اتنا چھوٹا preface آپ جانتے ہیں سمجھتے ہیں اس کو کہتے ہیں پیش لفظ۔ پیش لفظ ہوتا ہے جس طرح اگر آپ کسی سے ناراض ہے آپ کے چہرے پر ماٹھے پر پیشانی پر کوئی بل آتے ہیں لوگ کہتے ہیں کہ یاران سے خفاء ہیں۔ اگر آپ تھوڑے سے خندہ پیشانی سے پیش آتے ہیں کہتا ہے کہ مجھ سے خوش ہیں تو انسان کا یہ جو ہے اس کتاب کی پیشانی ہیں۔ یہ پہلا preface ہے۔ جو آدھے صفحے پر بھی مشتمل نہیں ہیں جس میں بلوچستان کی کوئی social کوئی economical کوئی futuristic development کوئی analysis کیں نہیں ہیں یہ بتایا نہیں گیا ہے کہ یہ جو 420 ارب روپے ہیں اس میں سے 108 ارب روپے ہیں یہ ہم خرچ کر رہے ہیں ہمارا objective کیا ہیں، ہم کون سے مقاصد حاصل کرنا چاہ رہے ہیں، ہم کس sector کو کن کن مرات میں کیوں اتنے پیسے دیئے ہیں، اور ہم ایک سال کے اندر کون سے objective کرنا چاہتے ہیں؟۔ یہ preface میں 2 سے 4 صفحے تک 10 صفحے تک ہونا چاہیے۔ میں رات کو UK کا بجٹ پڑھ رہا تھا۔ تین صفحات پر مشتمل ہیں اس کے۔ باقی جناب والا 68 صفحات پر مشتمل صرف analysis ہیں کہ Health کے شعبے میں ہمارا یہ challenges ہیں۔ challenges یہ water and sanitation ہیں یہ challenges environment یہ challenges ہیں دوسرے امور میں یہ challenges ہیں اور ہم نے ان ان علاقوں کے لیے اتنے پیسے مختص کیے ہیں۔ لیکن اس کو بھیں جناب والا یہ بچوں کا پہاڑہ لگتا ہیں اس میں کوئی ایک جگہ بتائیں پڑھنے کے لیے مساواۓ 16-12-10-8-6-4-2-1 اس تھے کہاںی کے علاوہ اس میں آپ کو بلوچستان۔ یہ بلوچستان کے ایک سال کی بلوچستان کی عوام کی قسمت کا manual ہیں یہ بلوچستان کی عوام کی ایک سال کی زندگی کے فیصلے نیچے اور کرنی والی یہ کتاب ہے۔ اس سے آگے وہ نکل نہیں سکتے ہیں تو ہماری خواہش یہ تھی جناب والا! کہ آپ 27 sectors کو جس میں particularly میں اب آتا ہوں، ایک trend ہے گزشتہ 10 سالوں سے جو بلوچستان کو قرض دار بنایا گیا بلوچستان کو مقرض بنایا گیا ہیں۔ بلوچستان کو وفاقی حکومت کا محتاج بنایا گیا ہے۔ کہ بلوچستان جو ہے وہ خیرات خوری پر ہمیشہ گزارہ کریں۔ ہم جا کر اب NFC پر گزارہ کرتے ہیں۔ یا grants پر گزارہ کرتے ہیں۔ ایک ایسا صوبہ جہاں پر one trillion dollars کے قدرتی وسائل ہو۔ ایک ایسا صوبہ جس کے چار مختلف zones ہو۔ agriculture zone， livestock zone， fisherise zone کا۔ آپ کے ساتھ mining and mineral

کے zone یہ ایسا بلوچستان جو ایمانداری سے بذات خود اپنے اندر پوری ایک economy ہیں یہ پورے handouts کو چلا سکتا ہے۔ ایسا بلوچستان آج بھی handouts میں چل رہا ہے۔ South Asia خیرات کو کہتے ہیں۔ یہ صوبہ آج بھی محتاج ہے خیرات پر تو جناب اسپیکر ہماری خواہش کیا تھی۔ outs

What I was expecting as a Member of Parliament, what do you expect from this Assembly and government.

جناب یہ میرے پاس پرانا بھی ہے:

White paper is something, I will definitely go through this document. لیکن ہماری expectations اور توقعات کیا تھیں۔ ہم سمجھتے تھے کہ یہ جو آئینگی Comprehensive PSDP ہو گی۔ اسیں چار بڑے sectors جو بلوچستان بڑی concise اور جدید دنیا میں بلوچستان کے عوام کو داخل کر سکتے تھے، وہ ہیں جناب والا! نمبر ایک یہ کو اس وقت جدید دنیا میں بلوچستان کے عوام کو داخل کر سکتے تھے، وہ ہیں جناب والا! نمبر ایک یہ technology and education ہے۔ بلوچستان اس وقت دو شعبوں میں سب سے زیادہ پیچھے ہے۔ آپ اس میں جتنا پیسہ ڈالیں، جتنا پیسہ ڈالیں، کسی بھی sector میں ڈالیں، جب تک بلوچستان technologically advanced نہیں ہوتا۔ جب تک بلوچستان کے تعلیم کا معیار دیگر ہمسایہ صوبوں کے یا اس خطے کے دیگر ممالک کے برابر نہیں آتا۔ اُس وقت بلوچستان غربت کے شیطانی چکر سے نکل ہی نہیں پا سکتا۔ تو ہماری خواہش یہ تھی کہ modern education بلوچستان میں top priority ہو۔ بلوچستان consultative school education college sector میں ایک کے تمام discussion کے ذریعے بہت بڑے reforms ہوں گے۔ unfortunately یہاں پر اگر دیکھا جائے جناب والا! social sectoe جو total ہے، وہ 38% سے زیادہ نہیں۔ پھر میں آؤں گا human technology and education پر۔ پھر particularly education میں resource development ہے۔ آج بلوچستان کی 20 فیصد آبادی ایسے نوجوانوں پر مشتمل ہے جن کی عمر 19 سال سے لے کر 29 سال کے درمیان ہیں۔ یہ بلوچستان کا سب سے بڑا سرمایہ ہیں۔ اور یہ بلوچستان کا ایٹم بھی ہیں۔ انکو آپ نے پیار اور محبت سے گلے لگایا ان کے لیے بڑی اچھی معاشی اور معاشرتی policies بنائی انکے لیے تعلیم کے ذرائع بنائیں۔ ان کو آپ نے ہنر، skills اور human resource develop کیا، یہ اس بلوچستان کی تعمیر و ترقی میں بھی نمایاں کردار ادا کر سکتے ہیں۔ یہ یہ ورنی

ملک جا کر بھی بلوچستان کے لیے remittances اور سرمایہ بھیج سکتے ہیں لیکن جناب والا ہم 20% پر protective جو آبادی ہیں، نوجوانوں کی، اُس کے حوالے سے اس پورے بحث میں میں ابھی آپ کو ابھی پڑھ کر بتاؤں گا۔ جناب والا ایک چیز بھی نہیں ہیں۔ پورے PSDP میں آپ کو میں بتاؤں کہ جناب والا! جو روزگار کی مد میں۔ میرے دوستوں نے یہاں پر کہا ہے۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** شناہ بلوچ صاحب! تھوڑا سا مختصر کر دیں آپ کا تائم پورا ہو گیا ہے۔

**جناب ثناء اللہ بلوچ:** سرآپ کو تو کہنا چاہیے کہ ہم لمبا کریں۔ میں سمجھا کہ آپ زیادہ خوش ہوئے ہوں گے آپ بھی نوجوان ہیں آپ کے بھی نوجوانوں سے تعلق ہیں۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** خوشی تو مجھے ہیں لیکن کیا کریں یہاں پر بہت سے اراکین بات کرنا چاہتے ہیں۔

**جناب ثناء اللہ بلوچ:** تو جناب والا! پھر دوسری ہماری خواہش یہ تھی کہ food, water and food, water and component ایک human security کا ہو، جس میں جناب والا! ایگر لیکھر، لا یو اسٹاک، ایگیشن اور فرشریز کو curb کیا جائیگا۔ اور پھر ان کے ساتھ کوئی ایسی synergy ان کو ایسا synchronise کیا جائیگا کہ جتنے بھی پیسے لگ رہے ہیں وہ ایک دوسرے کو complement کریں۔ یہاں پر جتنی بھی activities اس بحث میں 27 ڈپٹی پارٹمنٹس میں ہو رہی ہیں، وہ بالکل dispersed ہیں، میں ایک دوسرے کے ساتھ interconnected نہیں ہیں۔ ایک دوسرے کو complement کرتا ہے اسی لیے بلوچستان میں ترقی کا معیار جو ہے وہ آگے نہیں بڑھ رہا ہے۔ تو ہماری خواہش یہ تھی کہ economic development کا agriculture, livestock کا natural resources کا potential development کا۔ mines کا۔ shipping industry کا، coastline کا۔ minerals کا۔ economic development کا۔ renewable energy کا۔ industires کا۔

بہت بڑا component یہ حکومت بنائیں گی اور ایک بہت بڑے consultative-process کے تحت اس میں investment کریں گی تاکہ بلوچستان میں energy crisis کا ختم ہو سکیں۔ ایک ایسا صوبہ جہاں پر لوگوں کو پانی اپنی جگہ بچالی اپنی جگہ روزگار اپنی جگہ اچھی سڑک اپنی جگہ زندہ رہنے کے لیے دوائی اپنی جگہ یہ دنیا کا واحد خطے کے لوگ ہیں انسان ہیں جن کو جناب والا پوری نیند بھی نہیں ملتی۔ بلوچستان کے گرم علاقوں

میں جائیں، مکران میں جائیں، نصیر آباد میں جائیں خاران میں جائیں چاغی میں جائیں جہاں اس وقت 52 ڈگری سینٹی گریڈ گرمی ہیں وہاں پر بھی صرف 6 گھنٹے ملتی ہیں ہم ایک ایسے قوم کے شہزادے اور فرزند ہیں جن کو جناب والا نیند کے لیے پوری بھلی بھلی ملتی تو ہم آئیں ہیں یہاں روزگار کی بات کرنے کے لیے اسی لیے ہم نے کہا تھا کہ آپ economic development sector میں کریں۔ ایک اور جو ہم سمجھتے تھے وہ ہیں سی پیک کے ساتھ economic integration component با ربار سی پیک کی بات کرتے ہیں ظہور صاحب بچھلی دفعہ آئے کہ ایک بلین ڈالر ز socio-economic sector میں چائینز گورنمنٹ دیں گے اس میں سے 30-40 ارب روپے شاید ہمیں مل جائے لیکن unfortunately نہ تو وہ پیسے آئیں نہ وہ بجٹ میں کسی طرح reflect ہوئے، تو ہماری خواہش یہ تھی کہ اگر آپ واقعی سی پیک سے فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں سی پیک کے ساتھ اپنی economic کو integrate کرنا چاہتے ہیں۔ بلوج تان کے اندر آپ کو energy, infrastructure, technology, transfer آسکے ساتھ جو آپ کا in refineries shipbreaking ہے ہیں آرہے ہیں industries آپ کے لیے آپ ایک component ہائیں گے اور اپنے نوجوانوں نسل کو تیار کریں گے لیکن unfortunately وہ والی بھی آپ کرنے میں ناکام رہے۔ جناب اپنے! میرے دوست مٹھا خان کل میرے پاس جو اپنا مدعایے کر آئیں خود انہوں نے تقریری کی پھر اس کے بعد انہوں نے کہا کہ آپ کو چھوٹی سی مثال دوں اسرائیل کی ہم بڑی مدد کرتے ہیں واقعی livestock فلسطینیوں کے اوپر بہت بڑے انکے مظالم ہیں۔ اللہ پاک انکو ہدایت کریں مسلمانوں کے ساتھ خلاف ان کی سازشیں ساری ناکام بنادیں۔ لیکن آپ کو پتہ ہے اسرائیل کا کل رقبہ کتنا ہے 22 ہزار اسکواڑ کلومیٹر پر مشتمل اسرائیل، اسکا 80% صحراء ہے، ریگستان ہیں یعنی 22 ہزار اسکواڑ کلومیٹر آدھے ضلع واشک کے برابر ہیں یعنی دو خاران کیجا کریں تو ایک اسرائیل کا ملک جو ہیں بن جاتا ہے۔ جس سے پوری دنیا ڈرتی ہیں۔ وہاں پر کیا ہوا یعنی ہوا جناب والا اس کی لیڈر شپ نے یہ پیسے نالیوں میں نہیں پھینکے بلکہ آج جو کوئی کے سڑکوں پر پھینکنے جا رہے ہیں اسکی لیڈر شپ نے political basis پر 2 کروڑ 4 کروڑ 6 کروڑ 20 کروڑ کی بنیاد پر پیسے تقسیم نہیں کیا کہیں constituencies میں۔ انہوں نے technology میں، education میں، agriculture میں، infrastructure میں، livestock میں، investment کی۔ آج اسرائیل leading country کے حوالے سے دنیا کی امنی جاتی ہیں۔ اس کی 20%

زمین میں سے صرف 42 ہزار ایکڑ ابھی 70 ہزار ایکڑ تک جا کر پہنچ گیا ہے وہ صرف cultivate کرتے ہیں۔ 70 ہزار ایکڑ کاشت کرنے والا اسرائیل جناب والا 90% اپنی خوارک کی ضروریات پیدا کرتا ہے۔ اور تقریباً billions of dollars جو ہیں وہ export کی مدینیں اپنے زراعت سے کماتا ہے۔ دنیا کی سب سے اچھی ہمارے پاس agriculture کے کتنے zones پڑے ہوئے ہیں۔ نصیر آباد، پٹ فیڈر کے سارا، رختان کا پورا علاقہ جس میں خاران، چاغی، نوشی، واشک کے علاقے شامل ہیں۔ مکران کا علاقہ آپ کا بلوجستان کا علاقہ، لیکن unfortunately آج بھی بلوجستان selfsufficient نہیں northern ہے food میں۔ یعنی خواک کی مدینیں بھی بلوجستان خود کفیل نہیں ہے۔ بلوجستان کے 62% بچ غذائی قلت کا شکار ہیں۔ بلوجستان اب بھی اتنی بڑی سر زمین اتنی بڑی آبادی اتنی بڑی پانی یہ کیا ہے غلط بھوک کا افلام کا بیروزگاری کا پیاس کا شکار ہے گا۔ تو لا یوسٹاک کی مدینیں۔ اس میں یہ کہتا ہے کہ اس کو شعبے کو کیا دیا جناب والا! 0.6% بلوجستان کی جو ہیں تقریباً یعنی ہماری ایکریلچر میں بلوجستان کا تقریباً سردار ایک منٹ۔ بلوجستان میں لا یوسٹاک اور ایکریلچر دونوں میں جو ہمارا جو labour force ہیں اُس کا 70% ہمارا or productive areas agriculture میں ہیں۔ یہ ہمارا livestock labour force ہیں۔ ان میں بہت بڑی investment کی ضرورت ہیں ان میں technology متعارف کرنے کی ضرورت تھی۔ ایسا نہیں ہے کہ مالداری جو ہے آج کل صرف کم تعلیم یافتہ لوگوں کا کام ہیں۔ آسٹریلیا، نیوزی لینڈ، ہندوستان کو دیکھ لیں۔ بھارت ہمارا ہمسایہ 4.5 billion ڈالر وہ صرف جناب والا! مویشیوں کی کماتے ہیں، جو پاکستان ہم کوئی 10 مہینے سے بھیک مانگ رہے ہیں۔ کوئی ہمیں نہیں ملتا ہے export کی مدینیں کماتے ہیں، جو نور پیچ کر 4.8 billion ڈالر زکماتے ہیں۔ یعنی بنا سپتی چاول سے وہ اتنے پیسے۔ وہ صرف اپنے جانور پیچ کر 4.5 billion ڈالر کماتے ہیں۔ لیکن صرف جانوروں کی exports سے 4.5 billion ڈالر ز جو ہیں وہ پیسے کماتے ہیں۔ لا یوسٹاک بلوجستان کو اس خطے میں، ہماری گیس سے زیادہ ہمیں پیسہ دے سکتا تھا ہمارے گوادر کی پورٹ اور shipping سے زیادہ پیسے ہمیں دے سکتا ہے، ہماری سینڈک کے سونے اور چاندی سے زیادہ پیسے ہمیں لا یوسٹاک کی مدینیں مل سکتا ہے لیکن کیا کرے غریب لا یوسٹاک ملکے تھا 722 billion یعنی 72 کروڑ روپے اس میں تینوں اس میں ساری چیزیں مل ملا کر میرے خیال میں یہ 722 million جو ہیں لا یوسٹاک کی مدینیں دے دیا گیا ہے یعنی جان بوجہ کر بلوجستان میں یہ ایک شعبے ہیں اس کو advanced

بانے کے لیے modernize کرنے کے لیے اس کو بھی ختم کرنے کے درپے ہیں۔ natural resources بلوچستان کا اللہ تبارک و تعالیٰ نے اچھی زمین دی ہے، ساحل دیا ہے، fisheries کی مد میں نہ کوئی ٹیکنالوجی پہلے کہا کہ one trillion dollars ہم نے natural resources کی مد میں نہ کوئی ٹیکنالوجی متعارف کی، نہ کوئی کالج متعارف کیے، نہ کوئی کورس متعارف کیے، نہ اس کو اپنے سلپس میں ڈالا ہے، نہ متعارف کی، نہ کوئی کالج متعارف کیے، نہ کوئی کورس متعارف کیے، نہ اس کو اپنے سلپس میں ڈالا ہے، نہ natural resources کی مد polytechnics بنا ہے۔ نہ technical collages بنا ہے۔ نہ natural resources کی مد میں بلوچستان میں 0.2% یعنی صرف 223 ملین۔ صرف 223 ملین natural resources کی مد میں جناب والا اس بجٹ میں انہوں نے رکھا ہے۔ industries جام صاحب کے اپنے حلے میں industries ہیں، زیادہ حب میں۔ سردار عطاء اللہ مینگل کی جب حکومت تھی 1971-72 کے بعد بلوچستان میں پہلا industrial zone بنا۔ جناب والا! آپ کو حقیقت بتاؤں 1994ء میں جو ہماری صنعتوں میں جو ہماری لیبرفورس تھا وہ 14779 یعنی 14779 لوگ جو ہیں وہ صنعتوں میں ہماری مزدوری کرتے تھے۔ آج 308 میں سے 107 صنعتیں بند ہو گئی ہیں۔ 200 کے قریب صنعتیں باقی رہ گئی ہیں۔ اور ان میں صرف 2011ء میں ابھی جا کر رہ کر 2012ء میں آپ جو ہیں 2010ء میں اب صرف 6800 آپ کے لوگ انڈسٹریز میں ملازمت کر رہے ہیں۔ تو یہ دس، پندرہ، میں سالوں میں 1970ء کے بعد industrialisation ہونی چاہیے تھی۔ اور اس کے لیے کیسے ہو سکتا ہے اس پر ایک بھی ایسے پروجیکٹ نہیں ہیں جو industrialisation کی support کریں۔ اس پوری PSDP میں ایک بھی ایسا پروجیکٹ نہیں ہے جو بھلی پیدا کرنے کے پروجیکٹس متعارف کر رہا ہے KPK کی حکومت، خیر پختونخواہ کی حکومت۔ ہمیں اللہ تبارک و تعالیٰ نے صرف نوکنڈی اور چاغی میں خاران میں رخشنان میں 20 ہزار میگاوات ہوا سے بھلی پیدا کرنے کی اللہ نے ہمیں صلاحیت دی ہے۔ لیکن بلوچستان ایک روپیہ بھی production کی renewable energy کی بھلی بناسکتے ہیں۔ بھلی بیچ سکتے ہیں۔ اس کو اپنے لوگوں کو دیں جنکی نیندیں حرام ہیں کیسکو کی وجہ سے۔ آپ انکو بھلی دے بھی سکتے ہے۔ پچی ہوئی بھلی بیچ بھی سکتے ہے۔ یہ جو خسارہ ہے۔ یہ deficit ہے۔ اسکو آپ کم کر سکتے ہے۔ یہ vision ہونا چاہیے تھا۔ یہ جو ایک سال کا آپ نے P.S.D.P نہیں ہوتی ہے جناب والا! Public Sector، میرے قبرستان کی چار دیواری۔ یہ P.S.D.P بنا یا۔ میری سڑکیں۔ میرانالی Development Plan جو ہے یہ اسکوں کی چار دیواروں کی مرمت۔ یہ سو شل سیکٹر کے پلان ہے۔ انکو

ڈالنا چاہیے۔ انکو کریں گے۔ بلوچستان کے لوگوں کو ہر چیز میں دینی چاہیے تھی۔ لیکن بلوچستان کو کہاں ہم دیکھنا چاہتے ہیں آنے والے پانچ، دس سالوں کے بعد۔ یہ vision اس پوری ڈاکومنٹ میں ایک جگہ پڑھی نظر نہیں آتا۔ یہ بلوچستان کو غلامی، غربت اور بھوک کے دلدل میں ڈھنس رہے ہیں۔ مزید ڈھنسانے والا ڈاکومنٹ ہے۔ یہ میں بات ہی نہیں کروں گا کہ کس کے حلقے کو کتنا ملا۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** شکریہ ثناء بلوچ صاحب! بس تھوڑا مختصر کر لیں۔ تاکہ اور ارکین بھی بات کریں۔

**جناب شاہ اللہ بلوچ:** جناب والا! ایک آخری بات۔ میں آپکی خاطر مختصر کر رہا ہوں۔ میں ظہور بلیدی صاحب کی speech میں دو، تین چیزیں اُنکے حقائق، عوام کو پتہ ہونا چاہیے۔ میرے بھائی ہیں جب انکو یہ بتایا گیا تھا۔ اُنکے تین، چار، پانچ flagship projects میں اُنکی تقریر میں بھی کیا گیا تھا وہ یہ ہے jobs creation۔ آنے والی P.S.D.P میں۔ اُنکی تقریر میں بھی کیا گیا تھا وہ یہ ہے ضلع میں اگر تقسیم کریں۔ تو یہ ایک سو بیس ملازموں سے پانچ ہزار چار سو پینتالیس ملازموں۔ انکو جناب والا! فیض میں اگر تقسیم کریں۔ ابھی خیر پختونخوا کار قبہ ایک لاکھ اسکواڑ کلومیٹر ہے۔ ایک اور حقیقت جو آپ کو بتاؤں جو ہڑی تکلیف دہ ہے۔ یعنی اگر ہمارے بجٹ کا توازن۔ اور میں اسی لیئے انکو کہتا تھا۔ جام صاحب کو اس وقت ہم نے کہا، چلیں، بار بار میں کہہ رہا تھا ایک کمیشن بنائیں۔ جان جماں صاحب نے اسکی کہا بار، بار کی ایک کمیشن بنائیں، جا کر اسلام آباد کو سمجھا گیں کہ ہماری ترقی پاکستان کے اس ڈاکومنٹ، اس constitutional اس فریم ورک میں جس طرف آپ لے جا رہے ہیں۔ آپ ہمیں پسمندگی کی طرف لے جا رہے ہیں۔ اگر آپ ہمیں فیڈریٹینگ یونٹ سمجھتے ہیں تو آپ کو اپنا change approach کرنا پڑیگا۔ یعنی آپ ایک چھوٹی سی حقیقت بتاؤ۔ تاکہ لوگوں کو پتہ چلیں اور ظہور صاحب کو کہ وہ فاسننس منظر ہے۔ جو پنجاب کا 2.3 ٹریلیون کا بجٹ ہے۔ یعنی per-square kilometer۔ پنجاب میں کتنا خرچ ہوتا ہے؟۔

17 لاکھ روپے۔ سندھ کا جو ہے 1.2 ٹریلیون کا جو بجٹ ہے۔ per-square kilometer سندھ میں کتنا خرچ ہوتا ہے؟۔ اکیس لاکھ روپے۔ KPK یعنی خیر پختونخوا جو ہمارا برا در صوبہ ہے۔ اسکا جو قبہ ہے ایک لاکھ کلومیٹر کے قریب۔ اسکا پانچ سو تیس ملین کے قریب پرو گیٹ ہے۔ وہاں پر جناب والا! ایک کروڑ روپے کے قریب per-square kilometer development expenditures اور یہ بد قسمت صوبہ جس کے ہم سفید پوش سارے لوگ بیٹھے ہوئے ہیں۔ بڑے فخر سے بلوچستان۔ سونا، چاندی، ہتابنا۔ اس کا جناب والا! چار سو انیس بلین کو اگر آپ تقسیم کریں per square kilometer صرف تین لاکھ روپے

بلوچستان میں خرچ ہوتا ہے۔ ایک کروڑ سے تین لاکھ کو compare per-square kilometer کریں۔ یہ صوبہ تین سو سال تک خدا کی قسم آگئے نہیں جا سکتا ہے۔ اور اگر approach یہ رہی کہ جی فیڈرل گورنمنٹ نے بڑھادیا ہے۔ میرے دوست سلیم کھوسو صاحب نے کہا ہے کہ بڑا مارڈرن اپروچ ہے۔ بلوچستان ترقی کریں گے۔ سلیم جان اخڈار سول کو مانے۔ یہ قوم، یہ میں سے پوچھے گی کہ یہ کیسا مارڈرن اپروچ ہے کہ تین سو سال بعد بھی۔ یہ بھی شکر ہے کہ تاریخ BAP پارٹی والے نہیں لکھیں گے۔ اگر باپ والوں نے تاریخ لکھی تو۔۔۔ (مداخلت)۔ میں جناب اسپیکر! میں ایک اور فلیگ شپ پروجیکٹ ہے انکا گرین ٹریکٹر زکی۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** شناہ بلوچ صاحب! بس ختم کریں۔

**جناب شناہ اللہ بلوچ:** میں جناب اسپیکر! میں ایک اور فلیگ شپ پروجیکٹ ہے انکا گرین ٹریکٹر زکی۔ اب ذرا سوچئے۔ جام صاحب میرے بھائی ہے۔ اگر جب یہ calculation اُسوقت اگر کرتے اچھی ہی۔ ایک یہ ہے۔ انکا جناب والا کہ جی ہم گرین ٹریکٹر اسکیم متعارف کریں گے۔ اُس کیلئے دو سو پچاس ملین رکھیں گے۔ یعنی پچیس کروڑ۔ بلوچستان کے تینتیس اضلاع ہیں۔ وہ اچھا ٹریکٹر میں رات کو پوچھر رہا تھا کسی سے۔ اُس سے کہا کہ پاروہ جو بڑے بڑے اچھے والے ٹریکٹر ہے وہ بیس لاکھ میں ہے۔ جو average ہے بارہ لاکھ تک تمام ساز و سامان کے ساتھ۔ وہ بارہ لاکھ روپے تک ملتا ہے۔ تو آپ دو سو پچاس ملین (پچیس کروڑ) کو بارہ لاکھ کے ساتھ تقسیم کریں۔ تو اس کا مطلب یہ ہے کہ صرف دو سو آٹھ ٹریکٹر اس سال میں آئیں گے۔ اور اس کو تینتیس اضلاع کے تقسیم کریں تو ہر ضلع میں چھ ٹریکٹر۔ واہ جی واہ۔ بہت خوب، بہت خوب سائیں۔ یہ فلیگ شپ پروجیکٹ ہے اس حکومت کے۔ ایک اور فلیگ شپ پروجیکٹ۔۔۔ (مداخلت)۔ آرہا ہوں۔ میں آرہا ہوں۔ یا سردار! کبھی کبھی مجھے بھی احساس ہوتا ہے زیادتی کر رہا ہوں آپ لوگوں کے ساتھ۔ ایمانداری سے۔ اتنی پوٹھاڑم نہیں کرنی چاہیے تھی مجھے۔ لیکن دیکھیں سردار کھیت ان صاحب!

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** شناہ بلوچ صاحب! میرے خیال سے اب بس کریں۔

**جناب شناہ اللہ بلوچ:** نہیں۔ میں سردار صاحب! اسپیکر صاحب!۔ میں انکو اسکے بعد انکو ایک چھوٹی سے اور ان سے گزارش کروں۔ آپ نے ایک سال تک ہماری باتیں ہوا میں اڑا دیں۔ آپ نے ایک سال کے بعد ایک ایسی P.S.D.P.Lے آئے۔ اب میں ایک بات تو آپ کو پویا دھوگی۔ کہ میں کیوں کہتا کاپی پیسٹ۔ وہ یہ نہیں کہ میں ظہور صاحب کو کہتا ہوں کہ خدا نخواستہ انکو حساب کتاب نہیں آتا ہے۔ کاپی پیسٹ سے مراد یہ ہے کہ یہ ٹیبلٹ جو ہے یہ تقریباً گزشتہ پنیتیں سال سے یہ چل رہا ہے یہاں پر۔ ایشین ڈولپمنٹ بینک۔ ورلڈ

بینک۔ آئی میں ایف۔ جو بھی انہوں نے کیئے انہوں نے بلوچستان کے حوالے سے رپورٹس لکھیں۔ انہوں نے کہا جناب والا! یہ سارے جو ہے بلوچستان کی Public Finance Management کی strategy out-dated ہے۔ اس سے بلوچستان ترقی نہیں کر پائیگا۔ انکی پروگرامنٹ اچھی نہیں ہے۔ انکی پلانگ اچھی نہیں ہے۔ انکی monitoring اور evaluation کا سسٹم سچانہیں ہے۔ انکے پاس کوئی فارمولہ نہیں ہے۔ انکے پاس growth strategy نہیں ہے بلوچستان کے حوالے سے۔ یہ نہیں کہ اس حکومت میں۔ سابقہ حکومت کے بھی کہہ رہے ہیں۔ تو یہ جب حکومت آئی۔ میں سمجھا اس میں شاید پڑھے لکھے۔ سینسٹر سیزرن لوگ ہیں۔ یہ بلوچستان کا رونادونا۔ دس سال کی جنگ وجدل کے بعد انکو شاید احساس ہو گیا ہو گا کہ جو خامی ہے بلوچستان کی مایوسی اور محرومی کی۔ کسی نے اگر ڈمڈا، بندوق، لاٹھی ہاتھ میں اٹھایا ہے۔ خامی یہاں سے شروع ہوتی ہے۔ کسی کو ماں باپ بچپن سے وہ اپنی گود میں دھشتر دبنے کی ٹریننگ نہیں دیتے۔ آپ جب بھوک، افلاس پیاس، غربت اور بے روزگاری اپنے غلط منصوبوں کی وجہ سے اس صوبے کو دیتے ہیں تو پھر آدھے صوبے کو آپ مجبور کرتے ہیں کہ وہ سڑکوں پر نکل آئیں۔ اور بھوک اور پیاس میں جو ہے احتجاج کریں۔ یہ غلط حکمت عملی ہے۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** شکریہ ثناء بلوج صاحب۔

**جناب ثناء اللہ بلوج:** میں آخر میں جو تجویز دینا چاہتا تھا۔ یہ صوبہ ہمارا ہے۔ بلوچستان ہمارا ہے۔ ہمارے اوپر کوئی قانونی، آئینی قدنم نہیں کہ ہم کل یہ بجٹ پاس کریں۔ میں انکو دعوت دیتا ہوں کہ بلوچستان کے ڈولیپمنٹ ایکسپرس کو بٹھائیں۔ پوپیکل ایکسپرس کو بٹھائیں۔ سوشن ایکسپرس کو بٹھائیں۔ مذہبی ایکسپرس کو بٹھائیں۔ نوجوانوں کو بُلا کیں۔ خواتین کو بُلا کیں۔ آئین اور جون اور جولائی کے مہینے میں ہم دوبارہ ایک consultative process کے تحت جاتے ہے کہ بلوچستان کے priorities کیا ہونی چاہیے۔ بلوچستان کی ترجیحات کیا ہونی چاہیے۔ میکنا لو جی، ای جو کیش، پر ڈوکشن سیکٹر میں investment (مداخلت) ایک منٹ سردار! آپ کو نہیں بُلا کیں گے اُس میں۔ آپ بیٹھے۔ آپ پریشان مت ہوں۔ اور دوسری بات جناب والا! جب تک اس P.S.D.P کو آپ modern طریقہ اس میں input, output اور discussion, analysis outcome basis ایک مجھے یہی لگے گا کہ چھ سات مہینے کے بعد ہم بیٹھیں گے۔ ہم اور آپ پھر دست و گریبان ہوں گے۔ اس کے پیسے ریلیز ہوئے۔ اُسکے پیسے ریلیز نہیں ہوئے۔ اسکی نالیاں بن گئی۔ اُسکی نالیاں نہیں بنیں۔ آخر میں جناب

والا! اب میرے حلے کے لوگوں کا بھی کچھ حق ہے۔ تھوڑا سا ایک، دو چیزیں خاران کے متعلق۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** میرے خیال سے پھر کسی اور دن شاء بلوچ صاحب۔

**جناب شاء اللہ بلوچ:** بادشاہ خاران سے ان کیلئے کچھ وہ حق دوں۔ میں سر آخراً پھر ان صاحب کیلئے کچھ خاران سے حقیقی دو نگا۔ یہ میری دو باتیں ہیں خاران کی صورت میں۔ سر دیکھیں۔ خاران، رختان ڈویشن جو ہے۔۔۔ (مداخلت)

**جناب ظہور احمد بلیدی (وزیر خزانہ):** نہیں۔ یہاں پر جتنے بھی ممبران کو زیادہ فنڈز ملے ہیں وہ بھی میں لست لے آؤں گا۔ اور جتنے بھی ممبران نے جو ہیں زیادہ آسامیاں لے گئے۔ وہ بھی میں لے آؤں گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ وہ دُور کی باتیں ہیں۔ پھر میں دیکھوں گا کہ کس کے پاس زیادہ پیسے ہو گا۔

**جناب شاء اللہ بلوچ:** اپنی development strategy بنائیں۔ یہ بندربانٹ والی لست کی ضرورت نہیں ہے ظہور صاحب!

You are an educated man, come-up with your development strategy. Let us explain, what did you for Balochistan, what did you for depressed people and what did you for unemployed people

یہ بندربانٹ والی لست اپنے پاس رکھیں۔

(اس مرحلہ میں میڈم میلیٰ ترین، چیئرپرنس نے اجلاس کی صدارت کی)

**جناب شاء اللہ بلوچ:** میڈم چیئرپرنس ان کو مٹھائیں۔

**میڈم چیئرپرنس:** بس شاء بلوچ! آپ کا زیادہ ٹائم ہوا ہے۔ ابھی آپ بیٹھ جائیں۔ نہیں شاء بھائی بس۔

**جناب شاء اللہ بلوچ:** بس ابھی آپ بیٹھی ہیں دو منٹ دیں۔ خاران ڈویژن ہیڈ کوارٹر بنائے۔

راسکوہ کے پہاڑیوں نے پاکستان کو strategic depth دی ہیں۔ خاران ڈویژن ہیڈ کوارٹر 2018ء میں بناء۔ اسکے ڈپٹی کمشنر کا گھر نہیں ہے۔ اسکے کمشنر کا آفس نہیں ہے۔۔۔ (مداخلت)۔ میری بات سنیں۔ نہیں ہے۔

اس P.S.D.P میں۔ میں نہیں کہتا کہ میں، دیکھیں گورنمنٹ کی جو مشنری ہوتی ہے۔ جو efficiently ہے۔

بعنی efficient جو مشنری ہوتی ہے۔ وہ اُس وقت کام کر سکتی ہے جب اُسکو جو proper

infrastructure ہے وہ ساری سہولتیں دی جائیں۔ تو میں particularly گورنمنٹ کو یہ کہونگا نہ صرف

خاران۔ بلکہ خاران میں جتنے بھی اور مسائل ہیں۔ میں نے انکو تجویز دی تھی کہ ہر ڈسٹرکٹ میں = ہر یونین کوںسل

کی سطح پر لابیریری۔ ہم نے اس سے پہلے ایک قرارداد منظور کی تھی کہ جو بھی معذور ہیں۔ اس کیلئے کوئی proper mechanism۔ اور میں دوبارہ دعوت دیتا ہوں کہ پورے بلوچستان کے عوام کو گلاں میں۔ اس پر ایک discussion اور debate شروع کریں۔ تاکہ یہ جو faulty یا خامیوں سے بھرپور پی ایس ڈی پی اور یہ بجٹ بلوچستان کا اس سے لوگوں کی جان چھڑا کر ایک خوبصورت اور شاستہ بجٹ دے سکیں۔ شکر یہ میدم چیئرمین صاحبہ۔

**میدم چیئرمین:** میر اسد بلوج صاحب۔

**میر اسد اللہ بلوج (وزیر سماجی بہبود):** ڈسم اللہ الرحمٰن الرحيم۔ میدم اسپیکر! آج کی اس بجٹ میں بجٹ پر کافی بہتر اور دانشوارانہ انداز میں ہر ایک نے اپنی بڑی تیاری کے ساتھ۔ کسی نے اپوزیشن کو خوش کرنے کی کوشش کی، جو تعلقات رکھتے ہیں اُس سائیڈ پر۔ کہیں ٹریشوری پر۔ سوال یہاں یہ بتا ہے بلوچستان ہم سب کا ہے۔ اس کیلئے ایک مشترکہ حکمت عملی بنائی کرہیں آگے بڑھنا ہوگا۔ میدم اسپیکر! شروع سے لیکر، 1947ء سے لیکر آج تک ہر وقت جب بجٹ بنتی گئی، ہر ایک نے چاہے قومی اسمبلی ہو چاہے وفاقی بجٹ یا صوبائی اسمبلی کی ہو انکو تاریخی بجٹ کہا۔ کسی نے ایسی بجٹ پیش نہیں کی کہ انہوں نے کہا یہ تاریخی نہیں ہے۔ ہماری مجبوری ہے۔ تاریخی بجٹ سب نے پیش کی۔ لیکن تاریخ لکھتے گے۔ باکیس کروڑ عوام اس بجٹ سے جو بنیادی طور پر fundamental rights ہیں، وہ انکو نہیں ملا۔ میں ایک صوبے کی بات نہیں کر رہا ہوں۔ میں سنندھ کی بات نہیں کر رہا ہوں۔ پنجاب کی بات نہیں کر رہا ہوں۔ مجموعی طور پر اس ملک میں تعریفیں بہت کی جاتیں ہیں۔ یہاں ہر ایک کو موقع ملا۔ پیپلز پارٹی آئی، اپنے vision کے ساتھ۔ مسلم لیگ (ان) آیا تھا اپنے vision کے ساتھ۔ اور بڑے پیانا پر یہاں مارشل لاء ہوئیں۔ اُنکے چاہنے والے آئے۔ لیکن ہر ایک نے عوام کو یہ باور کرانے کی کوشش کی کہ ہم اس ملک میں غریبوں کیلئے، ہے ہوئے طبقے کیلئے، یہ روزگاروں کیلئے ایک بہتر سے بہتر بجٹ پیش کریں گے۔ وفاقی بجٹ جو اس دفعہ حاکم وقت نے جو پیش کیا۔ میدم اسپیکر! اسات ہزار بائیس ارب کا بجٹ۔ سات ہزار بائیس کے بجٹ میں تین ہزار ایک سو سینتیس ارب یا خسارے کا ہے۔ 50% خسارے کا بجٹ۔ اور صوبوں کو تین ہزار دو سو چھپن، ساتواں ایوارڈ کے حوالے سے یہ بجٹ میں show کی گئی کہ ہم انکو دیں گے آنے والے دنوں میں۔ میدم اسپیکر! جو بلوچستان کا ہمارا بجٹ وہ چار سو ایسیس ارب روپے کا بجٹ ہے۔ چالیس فیصد خسارے کا بجٹ ہے اس میں۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ تمام سینکڑوں کو کسی حد تک۔ میں 100% نہیں کہہ سکتا۔ کسی حد تک جتنا ہماری بساط تھی۔ تو اس حوالے سے بلوچستان میں کافی لا یو اسٹاک کے بارے میں بتیں

ہوئیں۔ فشریز کے حوالے سے ہم نے بات کی۔ مائز کے حوالے سے جو باتیں ہوئیں۔ ہم نیبیں سمجھتے ہیں کہ یہ بجٹ 100% بلوچستان کی مظلومیت، پسمندگی۔ بلوچستان کی ستر سالہ۔ ہزاروں سالہ۔ پانچ سو سالہ تباہی اور بر بادی کا ایک نیاروشن ستارہ ہے۔ ہم کبھی نیبیں کہہ سکتے۔ لیکن اپنی دائڑے میں رہتے ہوئے کسی حد تک اس cover کرنے کی ہم نے کوشش کی ہے۔ میڈم اپیکر! ریاستیں جو بھی ہیں اُنکے یقیناً سوچ و بچار یہی ہو گا کہ ایک بہتر طریقے سے اُس ریاست کو ہم چلا کیں۔ کامیاب ریاستیں وہ ہوتی ہے جس کی مضبوطہ معیشت ہوتی ہے۔ ناکام ریاست وہ ہوتی ہے جنکے کمزور معیشت ہو۔ پولیٹیکل اصطلاح میں ترقی پذیر یا ترقی یافتہ ملکوں کے حوالے جو ہم اس وقت ایک ترقی پذیر ملک کے حوالے سے ہماری پہچان ہے پورے ورلڈ میں۔ تو ہم سمجھتے ہیں میں۔ تو ہم سمجھتے ہیں کہ معیشت کی مضبوطی سے کچھ ہندسوں کی اوپر نیچے کی بنیاد پر نہیں ہوتی ہے۔ زمین پر کیا چیزیں ہم دے سکتے ہیں لوگوں کو یہ تاریخی طور پر کھی جاتی ہے۔ وقت میں پچھلے ادوار میں ایک دفعہ بجٹ پیش ہوتی تھی اُس میں کچھ نہ کچھ لوگوں کی یہ امیدیں تھیں کہ ان میں سے عوام کو 20 کروڑ عوام کو کچھ نہ کچھ ملے۔ لیکن اس دفعہ جو وفاقی بجٹ پیش ہوا اس سے پانچ مہینے پہلے، بجٹ سے پانچ مہینے پہلے چار دفعہ بجلی کے ریٹ بڑھادیئے گئے مہنگا کیا گیا۔ لیکن 6 دفعہ مہنگا کی گئی۔ پیٹرولیم کے مصنوعات مہنگے کئے گئے۔ تو اس سے مجموعی طور پر جو ایک میٹچ گئی۔ اس غریب لاچار، مسکین طبقے کو وہ impression کوئی اچھی نہیں۔ میڈم چیئرمیٹر پرسن! ہماری مجموعی طور پر جو ملک میں اس وقت ایک سو پانچ ارب ڈالر IMF کے قرض ہمارے اوپر ہے۔ باقی چاٹانا، جاپان، ایشیاء ڈولپمنٹ بینک اس کے ساتھ ہی 27 کھرب صرف اسٹیٹ بینک سے 14 مہینے میں لئے گئے۔ 55 کھرب باقی جو ہمارے کمرشل بینک ہیں ان سے لئے گئے ہیں۔ یہ میپے کہاں خرچ ہو رہے ہیں۔ جو میپے آپ نے اتنے سخت شرائط پر جو لئے ہیں باقی دنیا سے 6 ارب روزانہ ہم سود کے مد میں دے رہے ہیں۔ تو ہم کہاں جا رہے ہیں، ہم سمجھتے ہیں کہ ملکی معیشت کو آگے بڑھانے کیلئے آپ کی جو قوت پیداوار ہیں آپ کا جو ذریعہ ہیں وہ نہ ہونے کے برابر ہے۔ آپ کے صنعت بند ہوئی ہیں، ٹیکشاںیل ملز بند ہوئے۔

**میڈم چیئرمیٹر پرسن:** اسد صاحب مختصر کیجئے۔

**وزیر سماجی بہبود:** میں نے تو ابھی تک بولا نہیں ہے۔ مختصر کہاں سے۔

**میڈم چیئرمیٹر پرسن:** ٹائم نہیں ہے اسد صاحب۔

وزیر سماجی بہبود: میدم چیئر پرسن! آپ کی احترام صدا حترام تو مجموعی طور پر ہم سمجھتے ہیں کہ اتنی معیشت کو ہم آگے بڑھانے کی جو باتیں کر رہے ہیں وفاقی گورنمنٹ نے جو باتیں کی ہیں، پچھلے 6 میلیوں میں 0 0 1 انڈکس، 8 3 ہزار share گرنے کے بعد ہماری بالکل جی ڈی پی کا Tax-Collection - growth کر رہے تھے۔ وہ صرف 3% رہ گیا۔ تو اس پوزیشن پر جب ہم کھڑے ہوتے ہیں یہاں کوئی اچھی اور تاریخی بجٹ نہ مرکز پیش کر سکتا ہے اور نہ ہم پیش کر سکتے ہیں۔ مجموعی طور پر ملک کی جو معاشری حالت ہے وہ اس سمت میں جا رہے ہیں۔ لیکن میدم اپنکر! اس کے زمہ دار بلوچستان کے عوام نہیں ہے ہرگز یہاں سے اس ملک کی دولت سے loan trillion rupees کا رخانے کے مد میں اور ایگری کلپر کے مد میں کھربوں روپے loan لئے گئے اور معاف کئے گئے۔ اور یہاں بیٹھے ہوئے بلوچستان کے کسی بھی ایک نے ایک ارب روپے بھی نہیں لیا۔ اس کے زمہ دار ہم نہیں ہے۔ پنجاب کے وہ white caller اشرفیاں ہیں۔ جنہوں نے اس ملک کو اس حالت میں لا کے پہنچ دیا۔ میدم چیئر پرسن! مہا تیر محمد ملائیشیا کا عظیم لیدر ہے۔ پاکستان کے دورے پر آئے۔ دورہ complete کرنے کے بعد ایک پریس کانفرنس کی اسلام آباد میں۔ کسی صحافی نے پوچھا کہ جناب آپ کی ملک کا ترقی کا راز کیا ہے کہ آپ اس حد تک، پاکستان سے پہلے دس سال بعد آپ آزاد ہوئے اور آپ اس پوزیشن پر پہنچ گئے۔ تو انہوں نے کہا کہ جب ہمیں ملائیشیا کو ترقی دینا تھا تو ہم نے اپنا منہ جاپان کی طرف موڑ دیا۔ اور جب ہم نے عبادت کرنے تھی تو ہم نے اپنا منہ خانہ کعبہ کی طرف کی۔ اور ہم نے اپنے ہمسائے اپنے تعلقات نہیں اور معیشت کو آگے لی جانے کیلئے ہم نے اپنے بارڈر کھول دیئے۔ اس لئے آج تاریخ کے بالکل اُن سنہری حروف میں لکھی جاتی ہے۔ کہ اُن کے جی ڈی پی اُن کے روزگار، اُن کے ایجوکیشن، اُن کے ہیلتھ ہم سے کافی آگے بڑھ رہی ہیں۔ میدم چیئر پرسن! حیرانگی کی بات یہ ہے کہ وفاقی بجٹ میں مزدور طبقے کیلئے 17 ہزار روپے per-month کے حساب سے رکھی گئی۔ اس مہنگائی کے دور میں 17 ہزار روپے ایک خاندان اپنی جگہ ایک فرد کے لئے ناکافی ہے۔ میں نے بہت سے جگہوں پر، سڑکوں پر جا کے دیکھا ہے غربت کی حالات، اس وقت اس ملک میں دس کروڑ لوگ غربت کی لکھیر سے نچھے ہیں۔ جب ریاست میں غربت ہوتی ہے سماج میں ایسی حالت اور بھوک ہوتی ہے ان کو کوئی بھی بندہ 25 یا 30 ہزار دیکھے دہشت گردی کے لئے مروا سکتا ہے۔ میں نے یہاں دیکھا، بہت سے جگہوں پر میں نے خود دیکھا کراچی، اسلام آباد، کے غریب کا بیٹا اُن کچھ دانوں میں روٹیاں ڈھونڈ رہی ہیں۔ یہ ہماری ملک کی مجموعی صورتحال ہے۔ یہ عکاسی آئینہ

ہے ہمیں دیکھا رہا ہے۔ اس آئینے کو ہم دیکھیں چیزوں کو اپنا کے آگے بڑھائے۔ یہ کریڈٹ کوئی نہیں لے سکتا ہے نہ پیپلز پارٹی، نہ مسلم لیگ، نہ آج کے لوگ نہ پہلے کے لوگ کیوں؟ کہ ہر غریب سے اٹھو یو کریں پوچھئے۔ مجھ سے نہیں۔ میں تو تعریف کرتا رہتا ہوں۔ وہ مثبت سے سمت میں اپنے باتیں نہیں کئے۔ ہم سمجھتے ہیں صرف جمع چیزوں کو اکھٹا کر کے مصنوعی بنیاد پر ایک چیز کی شکل دیکھ کر اس کو آگے بڑھائے۔ جو مائیکرو اکنامک چیزیں ان کو نظر انداز کریں۔ جو اس ملک کے loans ہیں جو اس ملک کے اوپر جو قرضے ہیں ان کو نیشنلائز کیا جائے۔ وہ جو منافعے ہیں ان کو پرائیویٹائز کیا جائے۔ یہ کہاں کا منطق ہے۔ تو ہم سمجھتے ہیں کہ ہم سچائی کے بنیاد پر آگے جائیں۔ مجھے یقین ہے اس بجٹ سے ایک ڈسٹرکٹ کے سورج لائے ہم نہیں بنا سکتے ہیں، گوارڈ ڈسٹرکٹ جو 4 سو ڈسٹرکٹ پر پھیلی ہوئی ہیں اس کے مکمل جدید دنیا کے تقاضوں پر اس کی سورج لائے بھی ہم نہیں بنا سکتے ہیں۔ آج ہم تاریخی طور پر ان لیٹرین کو ان جگہوں کو استعمال کر رہے ہیں جو آج سے ہزار سال پہلے استعمال ہوتے تھے۔ یہ ایک سچ ہے یہ ایک حقیقت ہے۔ لیکن ہم آگے بڑھ رہے ہیں ہم کوشش کر رہے ہیں۔ یہاں کوئی افغانستان سے آکر حالات کو ٹھیک نہیں کریگا۔ یہاں سے کوئی ہندوستان سے آکے حالت کو ٹھیک نہیں کریگا۔ حالات کو بنانے کیلئے ہم ہی ہیں اور بھیگاڑنے کیلئے یہاں ایسے لوگ بھی موجود ہیں۔ اپوزیشن نے کافی ساتھیوں نے باتیں کی، یقینی ان کا حق بتاتے ہے کہ وہ بولیں۔ ہم ان سے سیکھیں گے۔ وہ ہم سے سیکھیں گے لیکن عقل مل کوئی نہیں ہے۔ اگر کوئی یہاں آکر کھڑے۔ اور یہ کہیں کہ مجھ سے سکھیں۔ میں نے کتاب پڑھی ہے۔ میں نے برطانیہ کا آئینہ بنایا ہے۔ میں نے جنوبی افریقہ کا بجٹ بنایا ہے۔ نہیں ایسے چیزیں نہیں ہے۔ ہم ایک دوسرے سے سیکھتے ہیں انسان طالب علم ہے ہم سیکھنے کے مرحلے میں ہیں اس میں کوئی شک نہیں ہے۔

(خاموشی۔ آذان مغرب)

**سیدم چیز پر سن:** اب مغرب کی نماز کیلئے 15 منٹ کا وقفہ کیا جاتا ہے۔

(وقفہ کے بعد اجلاس دوبارہ شروع ہوا)

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** السلام علیکم۔ شکریہ۔ جی میرا سد بلوج صاحب آپ اپنی اپتیچ جاری رکھیں۔

**میوزیر سماجی بہبود:** Thank you جناب اسپیکر صاحب! جناب اسپیکر صاحب آج بجٹ پر میرا اپتیچ جاری تھا کہ آذان ہوئی۔ شکریہ کہ آپ نے دوبارہ مجھے بولنے کا موقع دیا تاکہ میں مکمل کروں۔ جناب اسپیکر صاحب! جس ملک میں ہم رہ رہے ہیں اس 70 سالوں Adhoc-ism پر اس ملک کو چلا�ا۔ ایسا کوئی جامع منصوبہ نہیں بنائیں گے جس سے یہ ملک اپنے پرکھ را ہو جائے۔ 32 دفعہ، 32 بار، 32 مرتبہ IMF کے

در بار میں ہم پیش ہوئے اور بھیک مانگتے رہے۔ یہ پیسے اسی ملک میں آئیں خرچ یہاں ہوئے اس میں بلوچستان کا شیر کتنا تھا وہ اس کے عداد و شمار یہاں کے دانشور یہاں کے سیٹلر کا وہ جو معیشت دان ہے انکو بہتر طور پر پتہ ہے۔ اگر اس وقت یہی پیسے اس ملک کے بہتری کے خاطر ایسی جامع منصوبہ اجتناب کیشن، ہیلتھ، ٹیکنالوژی، ایگر لیکچر کے حوالوں سے اگر یہ پیسے خرچ کئے جاتے تو آج اسٹیٹ بینک کے گورنر کے اس اسٹیٹمنٹ سے کم از کم ہمیں دکھ پہنچتا، لیکن دُکھ اس لئے نہیں پہنچ رہا ہے۔ اس ملک کے موجودہ اس وقت بینک کے گورنر یہ بتا رہے ہیں ایک ہفتے پہلے اس کی اسٹیٹمنٹ ہے کہ ہماری معیشت اتنی تباہ ہوئی ہے کہ یہ ملک دیوالیہ معاشری دیوالیہ پر جا رہا ہے اس کی ذمہ دار جناب اسپیکر! کون ہے؟ یہاں کے مزدور طبقہ ہیں؟ یہاں کے middle class ہے کہ یہاں کے اشرفیاں ہیں؟ یہاں کے white collars وہ طبقہ جنہوں نے 22 خاندان نے اس ملک نے لوٹا اور باقی لوگوں کو دو وقت کی روٹی بھی نصیب نہیں ہوتی، وہ دسترخوان بھی نہیں دے سکتے ہیں، مہینوں مہینوں بھی وہ دسترخوان پر بیٹھنے نہیں ہے۔ جو ہم سمجھتے ہیں یہ ناقص پالیسیاں جو ہوئی ہیں ان ناقص پالیسیوں کی وجہ سے آج ہم یہاں آ کر پہنچ گئے ہیں۔ جناب اسپیکر صاحب! بلوچستان اپنی جغرافیائی حیثیت کے حوالے سے جیو پولیٹکل ہے اس کی بہت بڑی اہمیت ہے رہا ہے آنے والے وقت میں رہیگا کیونکہ بلوچستان اس قل عرض میں جو خوب صورت جگہ پر بلوچستان واقع ہے اس کی اہمیت کو کوئی ختم نہیں کر سکتا۔ دنیا جہان کے جو ٹریڈ سمندری راستے سے ہوتے ہیں اُنکی گزرگاہ بلوچستان ہی سے ہوتی ہے۔ Asia اور Europe کو ملانے کا سب سے بڑا ذریعہ بلوچستان ہی کا سمندر ہے اور بلوچستان نے اس ملک کو بہت کچھ دیا ہے افغان جنگ جو یہاں جتنے dollars آئیں، بڑے پیانے پر 30 سال اس ملک کو چلاتے رہے یہ بلوچستان کی اہمیت کی وجہ سے، یہاں کبھی لوگ عظیم سے عظیم تر جہادی بنے کبھی عظیم سے عظیم ہشٹگر دبنے یہ سرز میں وسیع تر کروارض پر جو اس کی اہمیت ہے سیاسی اہمیت ہے معاشری اہمیت سماجی اہمیت ہے معاشری اہمیت ہے۔ یہاں کے لوگوں کو کچھ نہیں ملا لیکن بہت سے صوبے اس سے آباد ہوئے، بہت سے لوگوں کے گھر آباد ہوئے، بہت سے لوگوں نے بیٹگے بنائے۔ ہاں جناب اسپیکر صاحب! بلوچستان کے نصیب میں کچھ ضرور آیا نشیات کے اڑے، کلاشکوف کلچر، اس کلاشکوف کا نام افغان انقلاب سے پہلے ہم نے نہیں سنا تھا اور یہاں کے لوگ اتنے نشیات کے عادی بھی نہیں تھے اور اتنے پیانے پر یہاں کلاشکوف لایا گیا، یہاں پشتوں آپس میں خون ریزی ہوئی۔ بلوج قبائل آپس میں لڑ گئے، خون ریزیاں ہوئیں، ہربندے کے پچھے دس، پچیس، تیس گن میں، ایک کلچر یہاں متعارف کی گئی۔ اس سے بلوچستان کا جو آپس میں جو رشتہ تھا بھائی چارے کا ایک رشتہ تھا وہ سکر سکر کر وہاں آ کے ایسے جگہ پر پہنچ گئی ہے جناب

اپنے صاحب! اس کے ذمہ دار نہ یہاں کے پشتوں ہیں نہ یہاں کے بلوج ہیں نہ ہزارہ ہیں نہ یہاں کے سینٹرلر ہیں۔ انکو تو بیچاروں کو نقصان کے علاوہ ملا کیا ہے؟ ہمارے علاقے سے سب سے بڑا جو route ہے drug trafficking کا یہ تباہی مچا رہے ہیں ہمارے علاقے میں وہ تباہ اور بر باد کر دیا ہے نوجوانوں کو۔ ہم سمجھتے ہیں بلوچستان کی اب بھی اہمیت ہے CPEC کی وجہ سے، ایک منصوبہ ہے اُس کے مقاصد ہیں اُس کے معاشری policy ہے معاشرتی policy ہے مستقبل کی ہے لیکن اس سرزی میں کے لوگوں کو اس CPEC سے کیا ملنے والا ہے؟ 58 ارب Dollars کا چانٹا سے معابدہ ہوا، اور یہ پیسے بلوچستان پر ایک نکھلے پیسے بھی خرچ نہیں ہوا بلوچستان پر۔ 30 ارب dollars پنجاب کے روڈوں پر خرچ ہوا۔ اور بلوچستان میں جب ہمیں cabinet میں briefing دی گئی جمالی صاحب نے جب ہمیں brief کیا جام صاحب نے کہا کہ CPEC کے حوالے سے ہمیں brief دے دیں تو ہم نے کہا کہ ان 58 ارب dollar میں بلوچستان میں کیا ہوا ہے؟ ترقی کے راز آپ بتاسکتے ہیں؟ ہمیں تو پتہ نہیں ہے۔ جناب اپنے صاحب! بڑے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ انہوں نے کہا کہ فقیر کالوںی جو گواردر میں ہے وہاں ایک Primary School ہم نے بنایا ہے CPEC سے، یہ ہماری حیثیت ہے۔ آج ہم یہ کہنا چاہتے ہیں CPEC کے حوالے سے اسکو میں اُس گائے اور بھیس کے حوالے سے اگر تھوڑا سا شیخ دے دوں ہمارے بلوچی اور پشتوں میں ہر وقت ایسے شیخ دیتے ہیں ایسے چیزوں میں مثال کے طور پر ایک پنجابی اور بلوج کا درمیان ایک گائے کے درمیان آپس میں اکھٹے ہوئے کے کوئی خریداری اپس میں تھا common کا کھٹے اس کو پالیں گے جو اس کی دودھ ہونگے مکھن ہوگا اکھٹے لیکر آگئے بڑھیں گے ہمارا کاروبار ہے گنجائش ایک ہی گائے کا ہے۔ پنجابی بڑا ہوشیار نکلا کہتا ایسے کریں اسکا مُند والا سائیڈ جو ہے جو گاس کھاتا ہے یہ آپ لے لیں اور یہ جو پیچھے والی اسکی سائیڈ ہے یہ تو گور والی ہے یہ مجھے دے دیں۔ بلوج سادہ بنا۔ تو انہوں نے کہا ٹھیک ہے۔ یہ ہوا کہ یہ بیچارہ ہر جگہ سے چاراڑھونڈتا گیا گائے کو کھلاتا گیا گو برجھی اُس کے حق میں اور دودھ بھی اُس کے حق میں۔ تو یہ بلوج نے کہا کہ میں بیچارہ اتنا مزدوری کر کے دن رات میں تو قرضدار بھی ہو گیا۔ کہتا ہے کہ آپ کا عقل ہی نہیں تھا اس لئے ہم بڑے ہوشیار تھے۔ لیکن آج اس سرزی میں کے لوگوں میں عقل ہے، شعور ہے، ایسے چیزوں کو جانتے ہیں۔ ہم اُس بھیس کو پالنے نہیں دیں گے۔ نہیں۔ آج ہم اپنی مفادات کو دیکھ کے آگے بڑھتے ہیں۔ جناب اپنے صاحب! اس گورنمنٹ میں 9 ارب ڈالر سعودی، UAE سے آئے ہیں مدد کے طور پر، امداد کے طور پر، بلوچستان کا share اس میں کتنا تھا؟۔ بلوچستان کو یہاں کتنے ملے؟۔ ہم سمجھتے ہیں کہ مجموعی طور پر اس ملک کا ایک جو اکانومی میں ہے جتنے

بھی foreign loan لئے گئے ہیں وہ بلوچستان میں ایک ٹیڈی پیسہ خرچ نہیں ہوا ہے۔ جاپان سے ایک زمانہ میں بڑے پیمانے میں Road Network کا جو سلسلہ تھا وہ لیکر گئے جناب، farm to market road کے سلسلے میں ہزاروں کلومیٹر کے حساب سے انکو پیسے ملے انہوں نے پنجاب کے گلی گلی کو بنایا جب ہمارا حصہ آیا finally صرف 200 کلومیٹر پیچ گئے۔ کیونکہ جو معاملہ ہوتے ہیں تو State کے ساتھ ہوتے ہیں ہم کہتے ہیں کہ اس وسائل کی اس غیر منصفانہ تقسیم کی وجہ سے یہاں کے لوگوں کے ذہنوں میں ایک دُوریاں ایک خلیج پیدا ہوئی ہے اس کو آپ ڈنڈے کے زور سے بندوق کے نوک کے زور سے، طاقت کے زور سے ختم نہیں کر سکتے ہیں انکو محبت چاہیے، انصاف چاہیے، انصاف اور محبت ایسی چیز ہے جو دلوں کو جوڑ نے والی چیز ہوتی ہے۔ یہاں لیکن اس چیز کا فقدان ہے۔ اپوزیشن کے ساتھی کبھی بات کرتے ہیں یا treasury سے ہمیں ساتھیوں کو ہمیں اچھا نہیں لگتا ہے کہ یہ باتیں کریں تو ٹھیک ہے وہاں کے باتیں جب ہمیں گولی کی طرح لگتی ہے تو یہاں سے جب ہم بات بھیجتے ہیں تو انکو چھوپول کی طرح تو نہیں لگتی ہے۔ ہم بھیجتے ہیں یہ بلوچستان کے پیسے ہمارے ذاتی تو نہیں ہیں ہم بجٹ بناتے ہیں، ہم اچھے کام کرتے ہیں ان کی بھی ذمہ داری ہوتی ہے کہ اس اچھے کام کو مازکم اس کی بہتری کیلئے کچھ الفاظ تو بولیں۔ اگر یہ کہیں کہ PSDP کو اس طریقے سے اٹھائیں، ہمیں بلوچستان کیلئے کچھ نہیں ہے۔ جناب! اس PSDP میں بلوچستان کے لئے بلوچستان عوامی Endowment fund ہے جو پورے جنوبی ایشیاء میں پاکستان کے کسی صوبے میں کسی ایریا میں کہیں ایسا کوئی منصوبہ نہیں ہے کہ ایک غریب کے بیٹے کو یہاں سے 62 لاکھ بھی ملے۔ ایک لاچار کے بیٹے کو یہاں سے 40 لاکھ بھی ملے، وہ بے غرض یہ عوامی فنڈ نہ کسی مذہب، نہ کسی قومیت، صرف انسانیت کی بنیاد میں میں دے رہا ہوں۔ آج اس فلور پر میں پورے بلوچستان کو ایک message دینا چاہتا ہوں کہ جو 17 ایسے امراض ہیں جو غربیوں کی انکی گنجائش نہیں ہے patient کے Cancer, Liver Transplant, Kidney Transplant, Heart تھیلیسیاں کے treasury یہ patient کے لئے نہیں ہے اُن ساتھیوں کیلئے ہیں اُن ساتھیوں کو میں کہتا ہوں اپنے علاقے میں جو بھی اپنے مریض ہیں وہ لے کر آئیں۔ اسی طریقے سے ہم بھیجتے ہیں ابھی جو مختلف شعبہ میں ہم نے جو چیزیں رکھی ہیں اپوزیشن کا کام یہ ہے خوبصورتی اپوزیشن۔ ہماری دُشمن نہیں اُس سائیڈ پر بیٹھے ہوئے۔ وہ بہتر recommendations کو ہم لے کر اگر وہ recommendation دے سکتے ہیں اور انکی recommendation بلوچستان کی وسیع تر عوام کے مفاد میں ہیں، ہم ضد کی بنیاد پر یہ

نہیں کریں گے۔ اور وہ بھی یہ ضد نہ کریں کہ اگر کوئی اچھے کام بھی ہم یہاں کر رہے ہیں ایک بہتر ترقیاتی ماحول ہم لے کے آگے بڑھ رہے ہیں تو وہ بھی یہ کہیں کہ جناب ہم نہیں مانتے ہیں اس کو۔ ناں کا لفظ استعمال نہ کریں اس لئے بلوچستان کا اس طول و عرض میں مجموعی طور پر ہم سمجھتے ہیں جناب اسپیکر صاحب! یہ موجودہ جو ہماری بحث ہے اس میں بلوچستان کے عوام کو اگر ہم کچھ نہیں دے سکتے اس میں دو چیز اس جو لائی کے آخر کے جو ہماری شروعات ہوں گی بحث کے بعد ہم دو کام ضرور کر سکتے ہیں کوئی مانے یا نہ مانے یہ دو کام ہم ضرور کر سکتے ہیں ایک development اور دوسرا پروگرام کو 25 ہزار پروگراموں کو jobs۔ یہ ہم کہیں گے۔ اگر 25 ہزار پروگراموں کو job دینے میں ہم ناکام رہیں تو اگلا election ہمارا نہیں ہوگا ان ساتھیوں پر، اگلا ہمارا نہیں ہوگا۔ اگر ہم کامیاب رہے 25 ہزار، یا یہ 25 ہزار خاندان ہونگے لاکھوں لوگ ہونگے اور پھر اس سیالاب کو ترقی کے سیالاب کو کوئی نہیں روک سکتا۔ اس لئے ہم سمجھتے ہیں کہ یہ 25 ہزار نہیں ہیں یہ 2 لاکھ لوگ ہیں اس وقت پچھلے ادوار میں جو گورنمنٹیں تھیں مجموعی طور پر ہمارے فناں کے مجموعی طور پر جتنے بھی ملازم ہیں وہ صرف 3 لاکھ ہیں۔ مجموعی طور پر 3 لاکھ ہے اگر ہم اس بحث پر بہتر طریقہ سے visionary اندماز میں چیزوں کو لے کے آگے بڑھیں، انشاء اللہ کامیابی ہماری ہوگی۔ اس لئے ہم سمجھتے ہیں کہ ہمیں تھوڑا موقع دے دیں۔ یہ جو 2018ء جو لائی کو جواہیشن ہوئے۔ آج 25 تاریخ ہے، 25 دن کے بعد ہمیں ایک سال پورا ہوگا۔ پچھلی گورنمنٹ میں جو ہمیں کورٹ میں جو گھیٹا گیا اُس دوران وہ بحث اُنکا mandate ہی نہیں تھا جو لوگ بڑی باتیں کرتے ہیں اُنکا mandate ہی نہیں تھا اُس نے اس اسمبلی کے mandate پر قدغن لگایا اور غلط PSDP بنائے جس کا بھگتے رہے ہم پورے ایک سال تک Court بھگتے رہے، اس دفعہ اس کوئی دفعہ بھی کورٹ میں جائے یہ PSDP کے کام ہوتے رہیں گے انشاء اللہ۔ کیونکہ اس میں ہم نے اس طریقہ سے چیزوں کو شروع سے لیکر آگے میزان کئے بہتر طریقے سے۔ تو جناب اسپیکر صاحب!

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** میر صاحب! تھوڑا منقص کر دیں تاکہ اور ارکین کو بھی بات کرنے کا موقع ملے۔

**وزیر بہود آبادی:** بس دو چار منٹ کے لیے۔ جناب اسپیکر صاحب ہمیں بہت افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ ہم نے loan لیے اور جامعہ منصوبے نہیں بنائے۔ اس وقت آپ کے ملک پاکستان کے جو بڑے بڑے ادارے ہیں وہ بین الاقوامی طور پر گروئی رکھے گئے ہیں۔ آپ کا اسلام آباد کا ایئر پورٹ، سپرہائی وے روڈز، اسٹیل ملز، جتنے پیٹی سی ایل تمام گروئی رکھے ہوئے ہیں۔ IMF اس وقت تک قرضہ دے سکتا ہے کہ جب تک کہ بین الاقوامی طور پر آپ کے assets جگہ پر اُس حد تک ہے۔ اگر کراس کی گئی تو default میں آپ

آئیں گے۔ ابھی ہم سمجھتے ہیں کہ اس کی ذمہ دار اگر کوئی ایسی ماحول پیدا ہوئی بلوچستان کے سرزی میں پر بیٹھے ہوئے یہ لوگ نہیں ہیں، وہ لوگ ہیں جنہوں نے غلط پالیسیوں کی وجہ سے اُسیں ہم بھی suffer کر رہے ہیں۔ اس لیے ہم نے جامعہ طریقے سے اپنی بسط کے مطابق، اپنی شعوری انداز میں جس طریقے سے جس سیکٹر پر ہم نے صحیح سمجھا اپنے عقل و شعور کے مطابق ایک بہتر بجٹ ہم نے بنایا۔ اس میں تسلیم ہے۔ ہم نہیں کہتے ہیں کہ 100% یہ صحیح ہے لیکن مل کر آگے ہم جائیں گے۔ میرا یہ تجویز ہے میری یہ recommendation ہے جناب اپیکر صاحب کا آنے والے NFC award میں ہم اپوزیشن کو ساتھ لے کے ایک جامع طریقے سے بلوچستان کا اسلام آباد کے سامنے رکھیں گے۔ وہ award میں زیادہ پیسہ ہم حاصل کرے۔ دوسری recommendation ہماری یہ ہے کہ پاکستان گورنمنٹ وفاقی گورنمنٹ جو اس وقت جناب عمران خان صاحب اُن کے چلا رہے ہیں اپنے ٹیم کے ساتھ۔ اپنے ہمسایوں سے جو ملک اُن سے اچھے تعلقات بنائے، جنگ کی اس فضاء کو ختم کریں۔ معیشت کی ایک نئے new social contact کے ساتھ چیزوں کو آگے لے کر بڑھیں۔ یہ ہماری recommendation ہے۔ تیسرا میری دوستانہ جو ساتھ اس ہال میں بیٹھے ہیں جام صاحب سے treasury کے دوستوں سے میری ایک request ہے کہ ہم PTI گورنمنٹ کے مرکزی گورنمنٹ ہے ایک ساتھ بلوچستان کے اکٹھے جائے تیس ارب کا پکیج لے لیں، ہر district کو ایک ایک ارب روپے دے دیں۔ یہاں ہم نہیں رکیں، ساتھ لے کے ایک ہم show کریں اپنے کو ایک unity ہم پیدا کریں کہ ہم آئے ہوئے ہیں بجٹ ہم نے بنایا خسارے کا بجٹ ہم نے بنایا کیوں کہ اس لیے جناب میں کہہ رہا ہوں کہ یہ recommendation عمران خان صاحب کے اپنے speech ہے جو پسمندہ صوبے میں اُن کو میں باقی صوبوں کے برابر لے کر آتا ہوں۔ یہ اس وقت ہوتی ہے کہ ایک پکیج مجموعی طور پر بلوچستان کے اس صوبے کو ملنا چاہیے۔ اُس میں جب بھی یہ تیس ارب روپے آئیں گے ہم نہ کم از کم treasury bench صرف نے اُن ساتھوں کو اعتماد میں لے کے کیوں کہ ہم بلوچستان کی بات کرتے ہیں۔ اور بلوچستان کی بات جتنے بھی پارٹیاں ہیں۔ بلوچستان عوامی پارٹی، بی این پی عوامی، بلوچستان نیشنل عوامی پارٹی، بلوچستان نیشنل پارٹی، اسی طریقے سے ANP تو عوام کی جب ہم بات کرتے ہیں عوام کا صرف حلقة ہم treasury والوں کے حلقة صرف عوام کی پھر نہیں ہے۔ وہ بھی ہے اس لیے ہم سمجھتے ہیں کہ اُن کو ساتھ لے کر ہم آگے بڑھیں۔ اور اس صوبے کی بہتری کی خاطر ایک قوت کا مظاہرہ کریں۔ جناب اپیکر صاحب میں زیادہ مزید وقت نہیں لوں گا۔ اس شعر کے ساتھ کہ کیوں کہ ہم زمانے میں بلوج اسٹوڈنٹس

آرگنائزیشن میں تھے تو ہم بڑے تقریریں کرتے last میں شعر بھی ہم پڑھتے تھے۔  
 تو پا سرانی گذگا زندے خیالا ناگشے  
 بس زندگا داشت کے پھل لے پے گوتا لانیا۔  
 شکریہ جناب اسپیکر۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** شکریہ میر صاحب۔ جی عبدالخالق ہزارہ صاحب۔ بات یہ ہے کہ یہاں ان کے نام بہت زیادہ ہیں۔ آپ صرف دو بندے رہ گئے ہیں تو اس وجہ سے میں نے کہا۔  
**جناب عبدالخالق ہزارہ (مشیر برائے وزیر اعلیٰ مکملہ کھیل و ثقافت):** نہیں نہیں اصغر صاحب! قانون میں اس طرح ہوتا ہے کہ rules and regulations میں کہ پارلیمانی لیئرز پہلے بات کرتے ہیں۔  
 بسم اللہ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ۔ سب سے پہلے میں اپنے ساتھیوں کا چاہے وہ اپوزیشن میں ہیں یا حکومتی پیغمبر میں ہیں، جتنے بھی منشی صاحبان تھے، ایک پی اے صاحبان تھے۔ 22 جون کو ہزارگی کلچرڈے کے حوالے سے یہ آئے، وہاں پر ہمارے ساتھ انہماں تکمیل کی ہیں۔ اور جام صاحب خود وہاں پر آ کے ڈھائی گھنٹے گزارے، میں ان کا بہت زیادہ شکر گزار ہوں۔ اور میں ان کا ذاتی طور پر بھی شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اور وہ events سارے صحافی حضرات شاید گواہ ہیں کہ اس وقت خصوصاً آٹھ، دس مہینوں میں سب سے بڑا event تھا بلوچستان میں۔ اور وہاں پر جام صاحب نے بھی یہ اعلان کیا ہماری صوبائی منشی نے بھی یہ اعلان کیا ہے کہ ہم انشاء اللہ و تعالیٰ بلوچستان کلچرڈے بھی بہت یعنی شایان شان طریقے سے منائیں گے، پشتوں کلچرڈے، پنجابی کلچرڈے، بلوج کلچرڈے، جتنے بھی cultures یہاں پر ہیں ہم انکو شایان شان طریقے سے انشاء اللہ و تعالیٰ ہم منائیں گے اس کے بعد جو rules of conduct of business procedures ہے۔ جناب اسپیکر! یہاں پر rules and regulations کی بات ہو رہی ہے۔ یقینی طور پر ہم سب جو ہیں، میں اس پر ایمان رکھتا ہوں کہ سب سے پہلے مجھے گریبان میں دیکھنا چاہیے کہ آیا میں جو یہ behaviour میرا ہے جو attitude میرا ہے۔ the way that I express my views کیا وہ ایک صحیح طریقہ ہے، جبکہ طریقہ ہے، پارلیمانی طریقہ ہے یا نہیں ہے۔ لیکن بدقتی سے یہاں پر جس دن یہاں پر بجٹ اجلاس ہو رہا تھا میں گلنہیں کرتا ہوں لیکن جب ہم یہاں سے باہر نکلے ہمارے ایک فاضل دوست اپوزیشن سے جو میرے، آپ باور کر لیں جو روؤیہ انکا تھا وہ روؤیہ ایک Parliamentarian کا نہیں ہو سکتا۔ بعد میں پھر انہوں نے خود جو ہے معدودت کی کہ نہیں میں تو غلطی پر تھا میں نے صحیح طور اس کو جانچا نہیں تھا۔

PSDP پر ہماری اسکیمیات آچکی ہیں۔ تو میں نے کہا پہلے آپ نے سب کے سامنے وہاں پر جس طریقے سے جس style سے آپ بات کر رہے تھے، آپ deliver کر رہے تھے وہ یہاں پر نہیں ہے۔ تو ایک مرتبہ میں اسلام آباد میں ہم بیٹھے ہوئے تھے، وہاں کچھ گفت و شنید ہوئی، کچھ صحافی حضرات نے کہا کہ یا رکوئیشن کا یا بلوچستان کی عجیب بات ہے، اچھی quality ہے، میں نے کہا کیا quality ہے، کہتا ہے کہ اپوزیشن اور اقتدار والے لڑپڑتے ہیں سب کچھ کرتے ہیں آدھا گھنٹے کے بعد اکٹھے ہو جاتے ہیں۔ ابھی ان کی کیا وجہات ہیں؟۔ میں نے بہت ساری وجہات ہیں۔ کچھ ساتھیوں نے point of view دیا، کچھ نے کہا کہ ان میں ایک چیز ہے کہ سب سے زیادہ اسمبلی کے اندر جو ہے وہ اپنے عوام کو مطمئن کرنے کے لیے کرتے ہیں، اپنے ووڑز کو مطمئن کرنے کے لیے کرتے ہیں۔ تو میری گزارش یہ ہے کہ یہاں پر جو style ہے، میں کم از کم آج رات یا کل جب یہ viral ہو گا میں یہاں پر دیکھوں گا کہ میری زبان کس style تھا۔ میں نے اپنا face expression کس طرح دیا تھا، میرا body language کیا بتا رہا تھا اور میں کس style سے بات کر رہا تھا۔ یقینی طور پر کل سے میں محسوس کر رہا ہوں کہ کچھ ہمارے ساتھی جوانہ تھائی soft speaking لوگ ہیں لیکن نہ جانے کن وجہات کی بناء پر وہ اتنا emotional face impression ہو جاتے ہیں اسکا desk الجیم کو کہا تھا اس ہاؤس کو انشاء اللہ تعالیٰ ہم صحیح معنوں میں میری گزارش اپنے ساتھیوں سے بھی ہے۔ اور اپوزیشن کے ساتھیوں سے میرا دل صرف ڈکھتا ہے، اس دن کی act سے جو باور جیم میں گل صاحب تھا ہمارے بھی ساتھی ہیں، اپوزیشن کے ساتھی بھی بڑے ہوشیار ہیں، خود اس طرح کا desk بجارتھا با بور جیم کو کہا تھا اس طرح بجادیں۔ آخر میں اس کی انگلی زخمی ہو گئی۔ ابھی نعرے بھی با بور جیم صاحب خود لگا رہا ہے، ہاتھ بھی ان کا زخمی ہے، حاجی احمد نواز پڑی بھی صحیح نہیں کر رہا ہے اس کا پلا سٹر بھی صحیح نہیں لگا رہے ہیں۔ تو میری گزارش یہ ہے جناب اسپیکر! میں اسی لیے کہتا ہوں کہ rules of procedure, conduct of business کو اگر آپ پڑھ لیں۔۔۔ (ماغلث)

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** آپ تشریف رکھیں میں بیٹھا ہوں۔

**مشیر برائے وزیر اعلیٰ حکمہ کھیل و ثقافت:** آپ نے مجھے پندرہ منٹ کا کہا ہے انشاء اللہ میری کوشش ہوگی کیونکہ آپ میرے لیے محترم ہے، آپ میرے عزیز ہے آپ کا احترام میرے اور فرض ہے آپ جو order کریں گے میں اُسی پر چلوں گا۔ جس طرح سے ساتھیوں نے کہ جس طرح کہا کہ یہ PSDP جس طرح سے انہوں نے explain کیا تو treasury benches پر بیٹھے ہوئے ہم حکومتی لوگ ہم بھی سمجھتے

بیں کہ ہم نے کافی خواری کیا ہے کافی محنت کی ہے اس کے اوپر۔ اور خصوصاً میں جام صاحب کو مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ اتنی محنت کے بعد جو ہے دن رات وہاں پر اُن کی ساری مطلب وزیر اعلیٰ ہاؤس کے جتنے بھی عملے تھے، یا پر چیف سیکریٹری نے، ACS کا صاحب جو ہیں، منسٹر فناں اور سیکرٹری فناں نے جس محنت و مشقت سے دن رات اس پر کام کیا تھا یقینی طور پر تھوڑی بہت خامیاں ہو سکتی ہیں، کوئی ایک ایکیم اس میں سے نکل بھی سکتا ہے لیکن مجموعی طور پر داد دیتا ہوں اپنی پارٹی کی طرف سے میں اس بجٹ کو اتنا ہائی ثابت بجٹ اور آنے والے دنوں کے لیے میں ایک روشن مستقبل سمجھتا ہوں اس میں۔ میرے ساتھیوں نے کہا کہ اس میں کیا ہے۔ اسد صاحب نے کہا کہ ایک فنڈ جو ہے جو بلوچستان عوامی انجمن منٹ فنڈ ہے، اُس کے ساتھ ساتھ میں ابھی تھوڑا بہت پواںٹ یہاں ساتھی کہہ رہے تھے میں note کر رہا تھا۔ بلوچستان عوامی اینڈ ونمٹ فنڈ ہے جس پر 5300 million کا ہے۔ بلوچستان عوامی انجمن منٹ فنڈ ہے جو فلاج و بہبود کے حوالے سے پہلی مرتبہ پہلی ہوا ہے اُس سے پہلے نہیں ہوا تھا۔ کوئی آدمی یہاں پر اس چیلنج سے نہیں کہہ سکتا تھا۔ اس پہلے کوئی نہیں کہتا تھا کہ سارے بلوچستان سے کوئی بھی غریب کا پچھے چاہے وہ کسی بھی کمیونٹی رکھتا ہے، کسی بھی مہذب سے تعلق رکھتا ہے وہ آکے ہمارے منسٹری میں اُن کی ٹریبینٹ کیا جائے گا، اُن کے لیے مطلب فنڈ زریلیز ہوگا، سب کچھ اُن کے تیار داری ہوگی۔ نوجوانوں کو میرٹ پر روزگار دینے کے لیے نئی اسامیاں پیدا کی گئی ہیں اس بجٹ میں جو آپ خود بتا رہے ہیں اُس میں۔ میں دیکھتا ہوں کہ اس میں cover کہاں پر ہو رہا ہے۔ صوبے میں پہلی مرتبہ ”ہنرمند پروگرام کا آغاز“۔ جناب اسپیکر! مجھے معلوم ہے جس میں 6 ہزار نوجوانوں کو ہنرمند بنایا جائیگا۔ یعنی اس سے آپ اندازہ لگالیں کہ جہاں سے آپ ایک طرف نوکریاں دے رہے ہیں، دوسری جانب سے آپ اُن کو ہنرمند بنارہے ہیں۔ تو بذات خود جب ایک آدمی ہنرمند بنے گا، وہ job حاصل کر سکے گا اپنے لیے روزگار تلاش کر سکے گا۔ نوجوانوں کو بلا سود قرضے فراہم کرنا۔ جناب اسپیکر! اس میں، میں اپنی جوانی یاد کروں جب میں نے M.Sc. کیا ہوا تھا۔ M.Sc. کے بعد میں تھوڑی بہت مجھے job نہیں مل رہا تھا۔ میں اپنے ایک دوست کے ساتھ گیا وہاں پر اُس وقت بھی اسی طرح بلا سود قرضہ دے رہا تھا youth کو۔ تو میں گیا وہاں پر اُن دنوں میں 50 ہزار روپے مجھے ملا میں اور دو اپنے دوسرے ساتھی کے ساتھ ہم مل کے ایک لاکھ روپے میں تھوڑا بہت کار رو بار بھی کیا monthly اُس کو واپس بھی کر رہے تھے۔ تو آج یہ نیا جو نوجوانوں کو بلا سود قرضہ دینے کے لیے micro financing کا جو جامع منصوبہ بنایا گیا یہ یقینی طور پر قابل تعریف ہے۔ کیوں ہم اس سے انکار کر لے ہے بنایا ہوا ہے میں خود اس سے گزر اہوں۔ اسکو لوں کی upgradation کے لیے خطیر رقم رکھی گئی

ہے۔ یعنی ذکر کی بات کہاں پر ہے جناب اسپیکر! میں جب MPA بناتا تو ایک فنکشن پر کراچی سے آئے ہوئے ایک couple نے مجھے کہا ”کہ ہم نے آپ کے ایک بیٹ کی طرف visit کیا ہے وہاں پر 600 بچوں کے لیے ان کے اسکول میں واش روم نہیں ہیں“، سب سے پہلے انہوں نے مجھے کہا میں نے یہ portfolio سنبھالا تھا اُس میں ایک ایک فنکشن تھا گونگے، بہرے بچوں کا اسکونز، اُس حوالے سے تو مجھے بہت افسوس ہوا کہ 600 بچوں کے لیے ایک واش روم بھی نہیں ہے اُس اسکول میں آپ اس سے غفلت دیکھ لیں، ہم quality education کی بات کر رہے ہیں، ہم modern science کی بات کر رہے ہیں، ہم technology کی بات کر رہے ہیں، ہم ترقی کی بات کر رہے ہیں ابھی تک تو ہم اسکول بنانے سے فارغ نہیں ہوئے ہیں۔ کہاں وہ ایجکیشن جو جاپان، چین، امریکا، یورپین ممالک میں پڑھائی جا رہے ہیں کہاں اُس level پر کچھ تک تو ہم education کو building بنانا سمجھ رہے ہیں۔ تو اس لیے پینے کا صاف پانی اور washroom بنانے کے لیے خطیر رقم رکھا گیا ہے۔ 123 نئے پرائزری اسکول قائم کرنے اور 125 پرائزری سے ڈل کا درجہ دینے، 94 ڈل اسکولوں کو ہائی اسکول کا درجہ دینے کے لیے اس PSDP میں رکھا گیا ہے۔ اگر اس سے کوئی اختلافات ہیں تو مجھے معلوم نہیں ہیں۔ پہلی بار اس صوبے میں ہوا ہے کہ national highways اور ہم شاہراہوں پر ایر جنسی ٹرام اسینٹر کا قیام عمل میں لا یا جارہا ہے۔ اس سے کیا انکار کر سکتا ہے کوئی کہ یہ کام نہیں ہو رہا ہے۔ یہ تو کسی حکومتی آدمی کے لینہیں ہے، یہ تو ہر انسان کے لیے ہیں۔ یہ تو ہر tourist اور ہر مسافر کے لیے ہے۔ ٹرام اسینٹر وہاں پر کھولنے جا رہے ہیں۔ صوبے میں 7 نئے نرسرگ کا لجز کا قیام ہو رہا ہے۔ اور تین اس سے پہلے جو موجود نرسرگ اسکولز تھے انکو upgrade کر کے نرسرگ کا لجز کا قیام ہو رہا ہے، کام ہو رہا ہے اُس سے کون انکار کر سکتا ہے کہ اس PSDP میں کچھ رکھا کالجوں میں جو ہے تبدیل کیا جا رہا ہے، کام ہو رہا ہے اُس سے کون انکار کر سکتا ہے کہ اس لیویز اور پولیس کو بہتر بنانے کے لیے 1150 نئی آسامیاں create کیئے گئے ہیں۔ وہی سی پیک کی بات ہو رہی تھی، یہ لیویز کے لئے 1150 اُسی مناسبت سے ہوا ہے۔ اُسی security کے حوالے سے ہو رہا ہے۔ گوادر کوئی save city project ایک billion روپے رکھے گئے ہیں جو ضروری ہے واقعًا ضروری ہے اُس میں۔ مشی تو نائی کے زریعے روشن بلوچستان پروگرام کا آغاز کیا جا رہا ہے اُس میں یہ نہیں کہا گیا ہے کہ خاران، حب، مری آباد، علمدار روڈ، کوئٹہ، فلامنیں پورا بلوچستان کے لیے ہے۔ 3 ہزار ملین پر ہر divisional headquarter میں sports complex قائم کیا جا رہا ہے۔ آپ اس سے اندازہ لگالیں کہ میرے ساتھیوں نے کہا کہا کہ اس میں کچھ بھی نہیں ہے کاش کسی نے نے appreciate کر چکا ہوتا کہ

ہر divisional headquarter میں کم از کم میری خواہش یہ تھی کہ ہر district میں لیکن میں بجٹ میں وہ اُس کا جو ہے مطلب اتنا بجٹ کی position نہ تھی پھر ہم نے divisional headquarter میں اس میں ذاتی طور پر دلچسپی میں ہے۔ میں نے اُس سے پہلے شناع بھائی سے بھی میں نے کہا تھا کہ میں کوشش کروں کہ ہر district میں رکھے اگر district میں نہ ہوا تو ہماری divisional headquarter میں ایک sports complex کم از کم رکھیں۔ تو رکھا ہوا ہے اسی میں ہر divisional headquarter چار سو 94 ملین سے کوئئی میں food stall اور complex بنایا جا رہا ہے۔ ابھی آپ اس میں کوئئی کا کہا گیا ہے میں علمدار روڈ میں 27 PB حلقات سے ہو لیکن تین sports complex بن رہے ہیں۔ ایک سریا ب روڈ میں بن رہا ہے ایک ائیر پورٹ روڈ پر رکھا ہے ایک ہزارہ ٹاؤن میں رکھا ہے میں نے اپنے دہاں پر نہیں رکھا ہے لیکن مجھے کوئی عزیز ہے مجھے آپ عزیز ہے آپ کا حلقہ میرا حلقہ ہے میرا حلقہ آپ کا حلقہ ہے آپ درست فرمار ہے ہیں کہ آپ کا حلقہ اگر ترقی کر لیں دوسرا کا حلقہ نہ کریں۔ تو وہی پسمندگی ہمارا مقندر ہو گا۔ 13 سو 72 ملین سے 5 میونسل کار پوریشن اور 56 میونسل کمیٹیوں میں food stall بنایا جائیگا۔ کہاں پر ہم نے discrimination کیا ہے ابھی 56 میونسل کمیٹیوں میں food stall بن رہا ہے کوئی میں بھی بن رہا ہے ایک دو جو ہے ہمارے area میں بھی بن جائے لیکن ہم نے رکھا ہے میونسل کار پوریشنوں میں بھی اور میونسل کمیٹیوں میں بھی رکھا ہے کہاں پر discrimination ہے اس بجٹ کو کیوں appreciate ہے اس کیا جا رہا اس سے پہلے تو اس طرح نہیں تھا۔ یہ رکھا ہوا ہے بھی آپ بے فکر رہیں۔ youth empowerment کے حوالے سے پہلے تو کچھ بھی نہیں رکھا ہوا تھا بھی تو ٹھیک ٹھاک یہاں پر رکھا ہے تو youth empowerment کے لیے ہم نے پیسے بھی رکھیں ہیں۔ پہلے اس youth کو جو ہے مطلب ignore کیا جا رہا تھا youth جو آج ہماری ریڑھ کی ہڈی ہے۔ جہاں پر 80 لاکھ youth کا اضافہ سالانہ اس ملک میں ہو رہا ہے آنے والے سالوں میں 65 سال میں 70 فیصد ہماری آبادی youth کا ہو گا۔ لیکن ہمارے پاس کوئی جامع منصوبہ بندی youth کے حوالے سے نہیں لایا ہم نے پیسے رکھا ہے۔ youth کے promotion کے لیے اور ان کی empowerment کے لیے ہم نے پیسے رکھے ہیں اور چیز جناب اسپیکر میں سچ بتا رہا ہوں۔ اس فلور پر میری کوشش یہ ہو گی عموماً میرا ضمیر بھی مجھے اجازت نہیں دیتا کہ میں اس فلور پر اٹھ کر جو ہے میں غلط بیانی بھی کر دوں۔ لوگ ورش میں جو ہے پروگرام ہو رہا تھا ثقافتی بلوجستان شو ہو رہا تھا musical night stalls ہو رہا تھا وہاں پر culture وغیرہ جتنے ہمارے تھے، وہ لگے ہوئے تھے۔ میں

جب وہاں پر پہنچا مجھے آپ باور کر لیں ایک ہماری آرٹسٹ تھا گلوکار تھا جب میں چھوٹا ہوتا تھا اُس کے گانے سنتا تھا۔ میرے سمجھ میں نہیں آتا تھا کیونکہ وہ بلوچی میں گاتا تھا براہوئی اور بلوچی میں گاتا تھا۔ آپ باور کریں جب میں نے اُس کی طرف دیکھا وہ جو مجھے ملا اُس نے اپنی حالت زار مجھے بتایا یار ہماری position یہ ہے کہ artist کا position یہ ہے کہ نہ ٹیلیویژن ہمیں time دے رہا ہے نہ ریڈیو میں ہم کچھ مل رہا ہے ہاں stage اور تھیٹر وغیرہ ناپید ہو چکا ہے اس صوبے میں ہماری economical position بہت خراب ہے۔ آپ باور کریں میں یہاں پر جب آیا میں نے سری move کیا میں نے جام صاحب کو convince کیا۔ جام صاحب سے میں نے کہا کہ artist کے welfare fund کے لیے endowment fund رکھا جائے۔ جس میں ہمارا 30 کروڑ روپیہ منظور ہو چکا ہے۔ یہ بھی کسی نے آج تک اٹھایا نہیں ہے کہ بھئی artists کے لیے آپ نے کیا کیا ہے تعلیم، صحت پینے کے صاف پانی امن و امان، زراعت، لاپوشاں، ماہی گیری، جنگلات mines and minerals sports تغیر کی سیاست و ثقافت اور یقیناً طور پر رکھا گیا ہے۔ پہلے کی بہت بہت ٹھیک ٹھاک رکھا ہوا ہے اُس کی promotion کے لیے ہم کر رہے ہیں۔ یعنی جناب اسپیکر! آپ اس سے اندازہ لگا لیں کہ صوبائی حکومتوں میں کبھی کسی ساتھی نے appreciate نہیں کیا، کسی نے بھی نہیں کیا۔ لیکن جب یہ خبر چلی آپ باور کر لیں Voice of America، CNN، BBC میں ہے جو نوادرات تھے جو 1947-48 کے بعد قیام پاکستان کے بعد سے مختلف علاقوں سے نال، کوئی قلعی گل محمد جہاں جہاں سے بھی ہمارے نوادرات جو priceless ہیں۔ آج تک ہمارے دوستوں نے یا کسی نے کوئی ایک بات نہیں کی ہے اس پر۔ کہ یار! وہ ہماری نوادرات کہاں پر ہیں۔ چونکہ یہاں پر insecurity تھی کسی حکومت نے 70 سالوں میں کوشش نہیں کی کہ نوادرات وہاں سے واپس لایا جائے، جو سندھ نیشنل میوزیم میں رکھا گیا تھا۔ لیکن اسی حکومت نے، ہماری ڈیپارٹمنٹ نے آپ باور کریں کہ میں نے اپنے ڈیپارٹمنٹ سے کہا تھا کہ مجھے بھی خبر نہیں ہوئی چاہئے مجھے معلوم تھا ٹیکم چلا گیا ہے۔ لیکن میں نے کہا مجھے بھی on-board یہیں جب تک آپ باحفاظت 20 ہزار 6 سو 7 نوادرات کو باحفاظت کوئی نہ پہنچا میں۔ جب وہ پہنچ گیا میں نے جا کے تالیاں تو بجا کیں اپوزیشن والے، 20 ہزار 6 سو 5 7 نوادرات جب یہاں پر پہنچ گیا میں نے جا کے CM صاحب کو میں نے بتادیا کہ یہ نوادرات پہنچ گئے ہیں اور کچھ جو ہماری نوادرات جو نال سے چوری ہوا تھا۔ اُس کو بھی عمران خان صاحب کو میں نے letter دیا ہوا ہے جو اٹلی میں پڑا ہوا ہے ارلنڈن میں جو ہے مطلب

ہماری ہائی کمیشن میں اور embassy میں ہماری کچھ نوادرات 1 سو 80 اور 1 سو 84 کے قریب پڑا ہوا ہے جب یہاں پر display ہوگا انشاء اللہ و تعالیٰ ہماری میوزیم، ہم اُسے با حفاظت لا کریں گے اور آپ خود اُس کو دیکھیں گے۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** عبدالخالق صاحب ٹھوڑا محترم کریں۔

**مشیر برائے وزیر اعلیٰ مکملہ کھیل و ثقافت:** بس میں آخر ایک مثال کے ساتھ انہوں نے شعر کے ساتھ کہا، زیرے صاحب نے 5 سو سال پہلے کی تاریخ کی بات کی بہت سارے ساتھیوں نے بھی بات کی میں آخر جو ہے مطلب قصہ سناتا ہوں۔ مولانا رومی اپنے کتاب میں لکھتا ہے۔ یہ تو میں اپنے ساتھیوں کے لیے بولوں گا آخر میں بعد میں مولوی صاحبان mind نہ کریں معدرت کے ساتھ۔ مولانا رومی لکھتا ہے اپنے کتاب میں معدرت کے ساتھ کہ ایک گاؤں میں ایک پیش امام تھا۔ تو اس گاؤں میں جو پیش امام تھا ان کی قرات درست نہیں تھی۔ وہ جوان کی pronunciation صحیح نہیں تھا۔ اور ان کی آواز میں ترمیم بھی نہیں تھا، جب وہ اُس میں تھا۔ تو محلے والے نے مل بیٹھ کر سوچ کہ اس پیش امام سے چھکارا حاصل کس طرح کریں۔ انہوں نے ان کو نجع عمرے کے لیے بھیجا۔ جب ان کو عمرے کے لیے بھیجا یہ راستے گیا مختلف پڑاؤ میں اُس زمانے میں کسی گاؤں میں جا کے پڑاؤ لگایا، ایک جگہ پر دیہات میں کسی مسجد میں گیارات کو پھر آذان دیا چج پھر آذان دیا۔ اگلے دن جو ہے ایک عیسائی آیا۔ کچھ انعامات لایا تھا۔ کچھ زیور وغیرہ جو کچھ تھا ان دونوں میں، دے رہا تھا ان کو انعامات دیا گیا۔ یہ حیران ہو گیا کہ میرے علاقے میں مجھے لفت نہیں کیا جا رہا تھا۔ اور ادھر جو ہے میرے ایک stay night کے سے جو ہے مجھے انعامات دیا جا رہا ہے۔ تو پوچھا یہ کس وجہ سے ہے؟۔ کہتے ہیں کل رات تک میری بیٹی نے فیصلہ کیا تھا کہ وہ اسلام قبول کرنے بنگی مسلمان بنے گی۔ لیکن آپ کی آذان کی وجہ سے آپ کی قرات کی وجہ سے آج انہوں نے فیصلہ کیا ہے کہ نہیں میں اُسی مہذب میں رہوں گی۔ اس لیے میں کہتا ہوں کہ اس کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ ہم سب نے اپنا قرات درست کرنا ہیں۔ ہماری اپوزیشن نے بھی اپنی قرات درست کرنا ہیں۔ یہ نہ ہو کہ یہاں پر اتنی جذباتی ہونے بعد جو ہے وہ میں خود۔۔۔ (مداخلت)۔ میں ابھی بھی اپوزیشن سے کہوں گا کہ اپنی قرات درست کریں۔ انشاء اللہ و تعالیٰ بہتری آئے گی۔ یہ سب سے بہترین بجٹ ہے۔ آپ جتنا بھی چیزیں گے جو بھی آپ کریں بجٹ عوامی بجٹ ہے انشاء اللہ اُس کے بعد اُس کے بعد جب بجٹ آئے گا اس سے مزید اچھی بجٹ لا کیں گے۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** شکریہ عبدالخالق ہزارہ صاحب، جی محمد اکبر مینگل۔

**میر محمد اکبر مینگل:** شکریہ اسپیکر صاحب! بجٹ کے اوپر بحث کرنا کا موقع دینے پر، یہاں پر treasury کے ساتھیوں بھی بحث کی اور اپوزیشن کی طرف سے بھی بحث کی۔ ہر کسی نے اپنا مطمئن نظر اپنے حلقے کو رکھا جبکہ بحث مجموعی ایک بلوچستانی کے کہ ہم بلوچستان کے عوام کو کیا دے سکتے ہیں اس پر شاید بہت کم بحث ہوئی۔ جناب اسپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ کچھ ایسے شعبے تھے اگر ہم ان کو ترجیح دیتے جیسے لائیواسٹاک، ماہی گیری، ایگر یا کچھ، اگر ان پر صحیح کام ہوتا تو میرے خیال میں جہاں بہت سارے ممالک اپنی معیشت کو سنبلہ آرہے ہیں۔ اس صوبے میں تو بحثیت اس صوبے کے ہم اپنی معیشت کو اپنی revenue کو بڑھا سکتے تھے۔ اور جن محکموں کو ترجیح دینی چاہئے تھے خاص کر ہمیلتھ پر آج آپ کراچی جامیں تو کراچی کے ہستاں کے فرشوں پر پڑے ہوئے بلوچستان کے مریض مکران سے لیکر ژوب تک جن کا تعلق ہے جو یہاں پر اپنا علاج نہیں کرو سکتے ہیں۔ اپنا جمع پوچھی جمع کر کے یا اپنے زیورات بیچ کر کے اپنے پیاروں علاج کراچی سے کرواتے ہیں۔ چاہئے تو یہ تھا کہ ہم ایسے پالیسیاں بناتے تاکہ اپنے لوگوں کو اپنے ہی صوبے میں ریلیف دیتے لیکن بد قسمی ہے یہاں جب بھی گورنمنٹ بنتی ہے، زیادہ تر کوشش یہ ہوتی ہے میرے حلقے میں کام ہوں۔ ہم بلوچستان کے طول و ارض سے تعلق رکھتے ہیں۔ بلوچستان کا ایک یونین کوسل جو کئی کلومیٹرز پر محیط ہوتا ہے اور بہت سارے ایسے علاقوں میں ہیں جہاں پر آج بھی پرائمری اسکول نہیں ہے۔ ہم اپنے لوگوں کو پرائمری اسکول بھی مہیا نہیں کر سکے۔ لے دے کر کہیں ہم نے بلوچستان میں پرائمری اسکول قائم بھی کیا ہیں وہ بچے ڈور ارز علاقوں کے جہاں پر اسکری کی تعلیم حاصل کرتے ہیں اُس کے بعد وہ مڈل کے لیے 30 کلومیٹر 40 کلومیٹر دونہیں جاسکتے ان کی تعلیم وہی پر ختم ہوتی ہے لے دے کر اگر کہیں مڈل اسکول قیام کئے ہیں۔ تو وہاں پر میٹرک یا سینکنڈری اسکول جو ہے بندوبست نہیں ہے بہت سارے علاقوں میں پھر وہاں پر مڈل پر ختم ہوتی ہے، اب یوکیشن میرے خیال میں تعلیم کے حوالے سے ہمیں پرائمری سطح پر کام کرنا چاہئے تھا اس کے بعد سینکنڈری پر ہم کام کرنا چاہئے تھا۔ اس کے بعد higher education پر ہم کام کرنا چاہئے تھا تاکہ بحثیت مجموعی بحثیت بلوچستانی ہم دوسرے صوبوں کے اور دوسرے قوموں کا مقابلہ کر سکے۔ آج بلوچستان میں سب سے بڑا بحران پانی کا پانی سطح سے نیچے گر رہی ہے بڑی تیزی سے اگر اس سلسلے میں ہم پچھلے ادوار کے لوگوں نے کام نہیں کیا آج ہم نے بھی اس کو ہاتھ نہیں لگایا تو آنے والے دنوں میں میں سمجھتا ہوں کہ بلوچستان کے لوگوں کو پینے کا پانی بھی میسر نہیں ہو سکے گا۔ اس کا تعلق irrigation سے ہے اور مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑھ رہا ہے کہ irrigation کے حوالے سے پورے بلوچستان میں ڈیزیز بنانے چاہئے تھا اور خاص کر district خدار کو irrigation کے حوالے سے بالکل نظر

انداز کی گئی اور وہاں کا ایک بھی ڈیم کس PSDP میں نہیں ہے۔ جناب اپسیکر! میں نے بہت کوشش کی کہ اس PSDP کا مطالعہ کروں شاید میرے لیے میرے حلقے کے لوگوں کے لیے یا اپوزیشن کے ساتھیوں کے حقوق کے لیے کچھ نہ کچھ نظر آئے لیکن دو تین مطالعے کے بعد مجھے پتہ چلا کہ یہ بلوچستان کا PSDP نہیں ہے۔ ہم اس چیز میں ناکام رہے کہ بلوچستان کے عوام کو PSDP دے سکے، ہم نے ایک دو تین اضلاع کو تو PSDP دیا ہے، ڈبلینٹ دی ہے لیکن بلوچستان کو PSDP دینے میں ناکام ہو چکے ہیں۔ جناب اپسیکر۔

(خاموشی۔ آذان)

**میرا کبر محمد مینگل:** جناب اپسیکر! ہم اس بدقسمت صوبے سے تعلق رکھتے ہیں کہ آج بھی ہماری مائیں ہیں، کئی کئی کلومیٹر سے پانی لاتے ہیں، ہم ناکام رہے بحیثیت ایک قوم کے نمائندوں کو کہ اپنے لوگوں کو گھر کے دہلیز پر پینے کا صاف پانی پہنچا سکیں، ہم ناکام رہے بحیثیت ایک قوم کے نمائندوں کا کہ ہم اپنے بچوں کو بہتر اور بنیادی تعلیم دے سکیں، ہم ناکام رہے کہ ہم مقبل میں اپنے قوم کو دوسرے اقوام اور صوبے کے لوگوں کی ساتھ مقابلے کیلئے تیار رکھیں۔ تعلیم کے حوالے سے، ایگر یکچھ کے حوالے سے اور اسپورٹس کے حوالے سے۔ جناب اپسیکر! ہمارے حقوق میں سپورٹس کا ایک بھی کمپلیکس نہیں ہے جبکہ ایک ایک حلقے میں چھ سے ساتھ سپورٹس کمپلیکس رکھے گئے ہیں جناب اپسیکر! بلوچستان ایک بحران سے گزر رہا ہے بین الاقوامی لیول پر۔ یہاں پر insurgency چل رہی ہے۔ جناب اپسیکر! جب اس کی وجہ میں ڈھونڈتا ہوں تو میں نے خود دیکھا کہ پی ایس ڈی پی میں جہاں پر میں اپنے حلقے کا نمائندہ ہوں۔ چاہیے تو یہ تھا کہ میرے حلقے کے حوالے سے مجھ سے کنسٹ کر کے میرے ترقیاتی کاموں کو ترجیح دی جاتی لیکن افسوس کیسا تھا کہنا پڑ رہا ہے کہ جمہوریت بلوچستان میں برائے نام کی ہے ہم نمائندگان برائے نام کے ہیں فوٹو سیشن کے ہیں یہاں پر اصل قوت، اصل طاقت کہیں اور ہے۔ آج بھی پی ایس ڈی پی سے ظاہر ہوتا ہے کہ پی ایس ڈی پی میرے اپنے ساتھی وزیر خزانہ کو ان حالات میں دیکھا، سیکرٹری خزانہ کو اس حالت میں دیکھا تو وہ کچھ اس طرح کے خوف میں تھے میں محسوس کر پا رہا تھا کہ ان پر کہیں کسی کی پستل جو ہے کنٹی پر رکھی ہوئی ہیں۔ تو ابھی تک وہ میرے خیال میں اس خوف سے نہیں نکل پائے۔ اس کی واضح مثال میرے حلقے میں موجود ہے ایک ایسا مسلح جتھے سانحہ یہاں پر رسول ہسپتال ہو، سانحہ شکار پور ہو، سانحہ سیپون ہو، اعلیٰ شہباز قلندر، سانحہ شاہ نورانی ہو، سانحہ سفورہ جیسے واقعات، ان سب کا ذمہ دار تھا اور وہ مسلح جتھے کرائے کیلئے مختلف تنظیموں سے پیسے لیکر انکو killing کرتا تھا۔ القاعدہ کی صورت میں، طالبان کی صورت میں، داعش کی صورت میں، الحرار کی صورت، میں بوقت ضرورت ہمارے اسٹبلمنٹ نے بھی اس کو

استعمال کیا ہے اور بلوچستان کے کئی نوجوانوں کو جو ہیں ان کے ہاتھوں شہید کروایا گیا۔ اور آج تقریباً ہم سے جو وعدہ کیا گیا کہ آپ کے سولہ کروڑ آپ کو ملین گے۔ لیکن اس مسلح جھٹکے کو بچپن سے تمیں کروڑ تک دیا گیا۔ اور جو وہاں کا نمائندہ ہے اس کے ساتھ جو سولہ کروڑ کا وعدہ کیا گیا تھا اس میں بھی تقریباً گیارہ دیا گیا ہے اور پانچ غائب ہیں۔ جب میں نے پی اینڈ ڈی اور فناں سے معلوم کرنے کی کوشش کی تو بتایا گیا کہ جی وہ ہم نے تو یہاں سے بھیج دیا تھا شاید کوئی سی ایم صاحب کا جو کمپیوٹر ہے اس میں کوئی وا رس ہو گا شاید یہ وہ وا رس کا کمال تھا۔ یا اپوزیشن کے حلقوں کو جو کام تھے، وہ غائب ہو گئے۔ جناب اسپیکر! ہمیں اپنا یہ طرز تبدیل کرنا ہو گا۔ عسکری قیادت کو اپنا طرز تبدیل کرنا ہو گا اور بلوچستان میں جمہوریت کی فروع اور پہنچنے کا موقع دینا ہو گا۔ جناب اسپیکر! یہ جو نیکے کے باہے نا۔ نکے کا باہ تو سمجھتے ہو نگے؟۔ نکے کے ابا کو اب ہوش آنا چاہیے، یہاں کے قوموں کو ان کے وسائل پر اختیار ملنا چاہیے۔ کب تک آپ ایسے لوگوں کو favour کریں گے جو غیر جمہوری لوگ ہیں انہوں نے کشت و خون کو گرم کر رکھا ہے، اس صوبے کا اور یہاں کے لوگوں کو ایکشن کے جو نتائج ہے اس کو تسلیم کر لینا ہو گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے نتائج جو ہے ایکشن کے وہاب بھی تسلیم نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے آج میں پی ایس ڈی پی کھولتا ہوں تو مجھے میرے مخالفین کے یادوں جنہوں نے کام ڈالوائے ہیں ان کے زیادہ لگتے ہیں۔ جناب اسپیکر! بحیثیت ممبر بلوچستان اسمبلی، بلوچستان کے حوالے سے ہمیں ثبت رو یہ اختیار کرنا ہو گا ہم treasury benches کیسا تھے بیٹھنے کیلئے تیار ہیں، وفاق سے بات کرنے کیلئے تیار ہیں کہا یہے پرانیکش یہاں پر لائے جائیں، تاکہ یہاں کے لوگوں کا مقدرت تبدیل ہو سکے۔ آج بلوچستان کے لوگ مایوس ہے، بلوچستان کے نوجوانوں کی بڑی تعداد اس بات پر لیکن کرتی ہے کہ پارلیمنٹ بلوچستان کے مسائل کا حل نہیں ہے۔ آج جب میں پی ایس ڈی پی کھولتا ہوں تو مجھے وہ نوجوانوں کی رائے یاد آتی ہے اور میرا بھی یہی خیال پیدا ہونا شروع ہو گیا ہے کہ یہاں پر اس پارلیمنٹ جو ہے یہ بلوچستان کا یہ یہاں کے مسائل کا حل نہیں ہے۔ جناب اسپیکر! غیر جمہوری رو یہ اور متعصبانہ رو یہ بلوچ عوام کیلئے بچھلے ستر سال سے کوئی ایسا دہائی نہیں گزرا جب یہاں پر فوج کش نہیں کی گئی، یہاں کے نوجوانوں کو پہاڑوں کی طرف دھکلایا نہیں گیا اس میں غلطی میں نوجوانوں کو نہیں دوں گا اس میں دوش میں اُن قوتوں کو دونگا جو پالیسی بناتے ہیں جن کے اختیار میں ہیں۔ میرے اور آپ کے اختیار میں میرے خیال میں نہیں ہیں۔ آج بھی یہ پالیسیاں ہیں ان کے حق میں ہے اور آج بھی اس پارلیمنٹ کو انہوں نے بیرغمال بنایا ہوا ہے۔ ہم براۓ نام یہاں پر آ کے دو چار لفظ تو بول لیتے ہیں لیکن اپنے لوگوں کیلئے کچھ نہیں کر سکتے ہیں۔ جناب اسپیکر! ہمارے حلقوں میں بچھلی دفعہ سیالاب آیا تھا سیالاب سے کئی تباہیاں ہوئیں، جو زمین فصلیں دیتی

تحیں وہ بھی بہہ چکے۔ اس کیلئے آج تک وہاں پر کوئی ریلیف نہیں دے سکا۔ گورنمنٹ سے کئی اوقات request کی لیکن پھر بھی وہ علاقے اب جوں کے توں پڑے ہوئے ہیں تو لہذا disaster کے حوالے سے یاریلیف کے حوالے سے بلوچستان کے اُن علاقوں کو جہاں پر سیالاب آیا تھا جو وہاں پر گھروں کا نقصان ہوا جانوں کا نقصان ہوا جہاں پر کھڑی فصلیں تباہ ہوئی ان کو ریلیف دینا چاہیے، جناب اپسیکر۔

**جناب ڈپٹی اپسیکر:** مینگل صاحب! تھوڑا سا مختصر کر دیں تاکہ اور ساتھی بھی بات کر سکیں۔

**میر محمد اکبر مینگل:** جناب اپسیکر! میرے خیال میں میرے ساتھیوں نے یہاں پر کہا کہ اس بحث کیلئے جیسے زیرے صاحب اور شاعر اللہ بلوچ صاحب نے کہا کہ ہمیں بیٹھ کر پارلمینٹری کمیٹی بنانی چاہیے اور اپنے لوگوں کو ایک اچھا بجٹ دینے کیلئے ریلیف دینے کیلئے از سر نوجائزہ لینا چاہیے میں اس بات سے متفق ہوں اور سمجھتا ہوں کہ ایک کمیٹی کی تشکیل ہونی چاہیے۔

**جناب ڈپٹی اپسیکر:** شکریہ مینگل صاحب۔

**سردار عبدالرحمن کھیتران (وزیر خوراک و ہبودا بادی):** جناب اپسیکر صاحب! سی ایم صاحب بھی چلے گئے ہیں تین گھنٹے ہو گئے ہیں ابھی یزیراری میں سارے بیٹھے ہوئے ہیں اتنے گھنٹے ہو گئے ہیں تو صبح 11 بجے آپ نے اجلاس رکھ لیا ہے وہاں سے تین چار جو اپسیکر بچتے ہیں وہ کر لیں گے اس کے بعد مطالبات زر ہیں پھر کٹ موشن ہیں تو مہربانی کر کے کل کلیئے رکھ لیں ابھی سب تھکے ہوئے ہیں۔

**جناب ڈپٹی اپسیکر:** میدم بشری! آپ اپنی بات کر لیں اس کے بعد پھر ختم کر لیتے ہیں۔

**محترمہ بشری رند:** بات کر لیتے ہیں لیکن کل میرے خیال ہے آج میں نے سب سے پہلا نام speech کیلئے دیا تھا اور اب تک میرا نام کا ل نہیں ہوا تو کل میرا مطلب ہے کہ سب سے پہلے میرا ہی نام کا ل ہونا چاہیے، ٹھیک ہے۔

**جناب ڈپٹی اپسیکر:** چونکہ ہماری بحث مکمل نہیں ہوئی ہے۔ جوارا کیں رہ چکے ہیں وہ کل اپنی بحث مکمل کر لیں گے۔ اب اسمبلی کا اجلاس بروز بدھ مورخہ 26 جون 2019ء بوقت صبح 11 بجے تک ماتوی کیا جاتا ہے۔ شکریہ۔

(اسمبلی کا اجلاس رات 09:00 جگر 15 منٹ پر اختتام پذیر ہوا)